استشراق

(تعارف، تاریخ اور عربی زبان میں استشراق پر لکھی گئی کتب کا جائزہ)

مقالہ نگار

عبدالحی عابد رول نمبر ۹

زیر نگرانی

پروفیسر فیروز الدین شاہ

شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا

فہرست

عنوان	صفحہ
ابتدائیہ	۲
استشراق کی لغوی تحقیق	۴
استشراق کا مفہوم	۵
تحریک استشراق کا پس منظر	۷
تحریک استشراق کا آغاز	۱۱
مستشرقین کے مقاصد واہداف	۱۳
استشراق پر اہم عربی کتب	۱۷
الاستشراق وجہ للاستعمار	۱۷
موسوعۃ المستشرقین	۱۸
الاسلامیات بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین	۲۰
المستشرقون الناطقون بالانجلیزیۃ	۲۱
الاستشراق والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری	۲۲
الاستشراق والمستشرقون ما لہم وما علیہم	۲۴
المستشرقون والحدیث النبوی	۲۶
دائرۃ المعارف الاستشراقیۃ	۲۷
مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین	۳۰
معجم افتراءات الغرب علی الاسلام	۳۲
المستشرقون والاسلام	۳۳
المستشرقون والقرآن الکریم	۳۴
نور الاسلام واباطیل الاستشراق	۳۵
نصوص انجلیزیۃ استشراقیۃ عن الاسلام	۳۷
القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین	۳۸
الرد علی المستشرق جولدزیہر	۳۹
ردود علی شبہات المستشرقین	۳۹
السیرۃ النبویۃ واوہام المستشرقین	۴۰
خاتمۃ البحث	۴۱

عبدالحی عابد Lecture_isl@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے ہمیں حضرت محمد ﷺ کے ذریعے آخری آسمانی ہدایت کی نعمت سے نوازا، تمام امتوں اور گروہوں پر فضیلت بخشی اور ہمیں اس بارِ امانت کے قابل سمجھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تا قیامت اپنے فضل وکرم کے سائے میں رکھے، ہماری راہ نمائی فرمائے، شیطان اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے اور ہمیں صبر وثبات اور ہمت وحوصلہ عطا فرمائے۔

استشراق دورِ حاضر کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔ اگرچہ بظاہر اس سے مراد شرقی علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کا مطالعہ ہے لیکن درحقیقت، اہلِ مغرب اور دشمنانِ اسلام استشراق کے پردے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے مکروہ اور مذموم مقاصد کی آبیاری کررہے ہیں۔ مسلمانوں کے دورِ زوال میں جب اہلِ مغرب نے بلادِ اسلامیہ پر اپنا تسلط قائم کیا تو مسلمانوں کے ذخیرہ علوم کا کثیر حصہ مغرب میں منتقل کردیا۔ اور یہ علمی سرقہ اس حد تک کیا گیا کہ مسلمان اپنے علوم کے ماخذ ومصادر کے لیے بھی اہلِ مغرب پر انحصار کرنے پر مجبور ہوگئے۔ مغربی محققین نے ان علوم کی ازسرِ نو تدوین کرکے شائع کیا۔ بعض لوگوں نے مسلمان علماء کی تصانیف کو اپنی تصانیف قرار دیا اور بعض نے لفظی ومعنوی تحریف کرکے انھیں اصل مصنفین کے نام سے منسوب رکھا۔ ان ساری کوششوں کے پس پشت اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہود ونصاریٰ کا حسد اور دشمنی کارفرما رہی۔

مستشرقین کا تعلق زیادہ تر مغرب سے ہے اور ان کا مذہبی پس منظر عیسائیت اور یہودیت کا ہے۔ یہود اپنے آپ کو خدا کی چہیتی قوم قرار دیتے ہیں۔ اور عیسائی کفارے کے عقیدے کی بنا پر خود کو نجات یافتہ گردانتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نجات کے لیے بس یہودی یا عیسائی ہوجانا ہی کافی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد، یہ دونوں اقوام اپنی آسمانی کتابوں میں بیان کی گئی پیش گوئیوں کی روشنی میں آخری زمانے میں آنے والے نبی کی منتظر تھیں۔ لیکن اللہ نے حضرت ابراہیم کے ساتھ کیے گئے وعدے کو دوسرے انداز میں پورا کیا۔ یہود ونصاریٰ کی سرکشی، ظلم، نفاق، انبیاء کے ساتھ غلط رویوں، کتاب اللہ میں تحریف اور احکامِ خدا کے ساتھ مذاق کی وجہ اور اصلاح کی ساری کوششوں کی ناکامی کے بعد کچھ اور ہی فیصلہ کرلیا تھا۔ اس نے نبوت ورسالت کے عظیم منصب کو بنی اسرائیل سے واپس لے کر بنو اسماعیل کے ایک صادق وامین اور صالح ترین فرد حضرت محمد ﷺ کے سپرد کردیا۔ اس پر یہود، باوجود اس کے کہ ساری نشانیوں سمیت آپ کو نبی کی حیثیت سے پہچان گئے تھے، آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور اس سلسلے میں تمام اخلاقی حدود کو پامال کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تفصیل سے ان اقوام پر اپنے

انعامات اور ان کی بدکرداری اور نافرمانی کا ذکر کیا ہے۔

ان دونوں قوموں نے آغاز اسلام سے لے کر اب تک ، ہمیشہ اسلام کی مخالفت اور اسلامی تعلیمات کو شکوک و شبہات سے دھندلانے کی سعی و جہد کی ہے۔ اپنی کتابوں میں تحریف کر کے ہر اس آیت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی بھی صورت میں اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے حق میں تھی ۔ اسلام کے افکار و نظریات میں تحریف کرنے ، غلط عقائد کو پھیلانے اور اسلام کے آفاقی پیغام کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیر نظر مقالہ استاد مکرم جناب پروفیسر فیروز الدین شاہ کی ہدایت کے مطابق تحریک استشراق کے پس منظر ، آغاز ، تعارف ، مستشرقین کے استشراقی مطالعات کے مقاصد ، اور استشراقی مطالعات پر مسلمان علماء کی گرفت پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں عربی زبان میں لکھی گئی چند اہم کتب کا تعارف شامل کیا گیا ہے ، جن میں مستشرقین کے مقاصد اور طریق کار کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

عبدالحی عابد رول نمبر ۹

استشراق کی لغوی تحقیق

''استشراق'' عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا سہ حرفی مادہ ''شرق'' ہے، جس کا مطلب ''روشنی'' اور ''چمک'' ہے۔ اس لفظ کو مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شرق اور مشرق، سورج طلوع ہونے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں:

''الشَّرق: الضوء والشرق الشمس
وروی عمرو عن ابیہ انہ قال الشرق الشمس بفتح الشین والشِّرق الضوء الذی
یدخل من شق الباب۔
شرقت الشمس تشرق شروقا و شرقا طلعت واسم الموضع المشرق''۔[۱]

لفظ ''شرق'' کو جب باب استفعال کے وزن پر لایا جائے تو ''ا، س، ت'' کے اضافے سے ''استشراق'' بن جاتا ہے۔ اس طرح اس کے اندر طلب کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا ''استشراق'' سے مراد مشرق کی طلب ہے۔ عربی لغات کی رو سے مشرق کی یہ طلب علوم شرق، آداب، لغات اور ادیان تک محدود ہے۔ یہ ایک نیا لفظ ہے جو قدیم لغات میں موجود نہیں ہے۔ انگریزی زبان میں ''شرق'' کے لیے "Orient" اور ''استشراق'' کے لیے "Orientalism" اور مستشرقین کے لیے "Orientalists" کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اردو زبان میں اس کے لیے ''شرق شناسی'' کی اصطلاح اختیار کی گئی ہے، جو اس کے مفہوم و مقصد کو پوری طرح سے واضح کرنے کے قابل نہیں ہے۔ مغربی لغات میں استشراق صرف جغرافی مفہوم میں مشرق کی طلب کے لیے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ روشنی، نور اور ہدایت کی طلب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مازن بن صالح مطبقانی نے لفظ ''Orient'' کے بارے میں سید محمد شاہد کی تحقیق کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے:

''شرق ''Orient'' انہ یشار الی منطقۃ الشرق المقصودہ بالدراسات الشرقیہ بکلمۃ تتمیز بطابع معنوی وھو ''Morgenland'' وتعنی بلاد الصباح، ومعروف ان الصباح تشرق فیہ الشمس، و تدل ھذہ الکلمۃ علی تحول من المدلول الجغرافی الفلکی الی الترکیز علی معنی الصباح الذی یتضمن من النور والیقظۃ

۱۔ لسان العرب، ابن منظور الافریقی محمد بن مکرم، دار صادر بیروت، ج ۱۰ ص ۱۷۴۔

وفی مقابل ذالک نستخدم فی اللغة کلمة'' Abendland'' وتعنی بلاد المساء لتدل علی الظلام و الراحة۔۔۔وفی اللاتینیة تعنی کلمة ''Orient'' یتعلم او یبحث عن شیء ما، وبالفرنسیة تعنی کلمة'' Orienter'' وجه او هدی او ارشد۔''[۱]

استشراق کا مفہوم

استشراق کا عام فہم اور فوری طور پر ذہن میں آنے والا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کے رہنے والے علماء و مفکرین جب شرقی علوم و فنون کو اپنی تحقیق و تفتیش کا مرکز و محور بنائیں گے تو اسے استشراق کہا جاتا ہے۔عام طور پر ان علوم و فنون میں ہر قسم کے علوم شامل کیے جاتے ہیں۔مثلاً عمرانیات،تاریخ،بشریات،ادب،لسانیات،معاشیات،سیاسیات،مذہب وغیرہ۔اگرچہ بظاہر استشراق میں کوئی منفی مفہوم نہیں پایا جاتا،اور مغربی مفکرین اس سے شرقی علوم و فنون کا مطالعہ اور ان کی تحقیق و تفتیش ہی مراد لیتے ہیں۔جیسے کہ ایڈورڈ سعید اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''شرق شناسی (استشراق)ایک سیاسی موضوع ہی نہیں یا صرف ایک شعبہ علم ہی نہیں جس کا اظہار تمدن،علم یا اداروں کی صورت ہوتا ہے۔نہ یہ وسیع و عریض شرق کے بارے میں کثیر تعداد میں منتشر تحریروں پر مشتمل ہے اور نہ یہ کسی ایسی فاسد مغربی سازش کی نمائندگی یا اس کا اظہار ہے جس کا مقصد شرقی زمین کو زیر تسلط رکھنا ہو بلکہ یہ ایک جغرافی شعور،معلومات اور علم کا جمالیاتی اور عالمانہ،معاشی،عمرانی،تاریخی اور لسانیات کے متعلق اصل تحریروں میں ایک طرح کا پھیلاؤ ہے۔'' [۲]

اگر ہم اس بات کو مان بھی لیں کہ استشراق کا مقصد صرف شرق،اس کے علوم،روایات اور انفرادی و اجتماعی رویوں کا مطالعہ ہے تو ان مذکور شعبہ جات کی حد تک یہ رائے ٹھیک ہوسکتی ہے۔لیکن جیسے ہی اسلام کا ذکر آتا ہے تو مغرب کی ساری اخلاقیات،علمی روایات،انصاف،رواداری سب کچھ آن واحد میں کہیں کھو جاتا ہے۔اور اس بات سے بھی مفر نہیں کہ شرق اور اسلام کا ساتھ چولی دامن کا ہے۔نہ شرق کا ذکر اسلام کے بغیر ممکن ہے اور نہ اسلام کا ذکر شرق کے بغیر مکمل ہوسکتا ہے۔اس لیے استشراق کے تمام مراحل میں مغربی مفکرین کا سابقہ اسلام سے پڑتا رہا اور وہ اس کے ساتھ سوتیلوں جیسا سلوک کرتے رہے۔''استشراق'' کا یہ لفظ اختیار کرنے کے پس پشت اگرچہ کوئی خاص مقصد یا سوچ کارفرما نہیں تھی لیکن اتفاق سے یہ لفظ مستشرقین کے لیے بے حد موزوں اور ان کی نیتوں کی صحیح وضاحت

۱۔الاستشراق،مازن بن صلاح مطبقانی،قسم الاستشراق کلیہ الدعوہ مدینہ،س ن،ص ۲۔

۲۔شرق شناسی، ایڈورڈ سعید،مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد،ص ۱۴

کرتا ہے۔ باب استفعال کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ثلاثی مجرد کو مزید فیہ میں لایا جائے تو اس کے اندر تکلف کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی کام یا امر کو بتکلف سر انجام دیا جائے اور پس منظر میں کچھ مخفی مقاصد بھی ہوں۔

عام طور پر استشراق کا جو مفہوم اہل علم میں مشہور ہے وہ یہی ہے کہ مغربی مفکرین کا مشرقی علوم کے مطالعے اور تحقیق و تفتیش کا نام استشراق ہے۔ جدید لغات میں بھی اس کا یہی مفہوم اختیار کیا گیا ہے۔ ورڈ ویب انگلش ڈکشنری کے مطابق:

"The scholarly knowledge of Asian cultures and languages and people."[1]

''ایشیائی ثقافت اور زبانوں اور باشندوں کے عالمانہ مطالعے کا نام استشراق ہے۔''

عربی زبان کی لغت 'المنجد' کے مطابق:

العالم باللغات والآداب والعلوم الشرقية والاسم الاستشراق۔ [۲]

''مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام استشراق ہے۔''

ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق کے مطابق:

''الاستشراق، هو علم الشرق او علم العالم الشرقي و كلمة ''مستشرق'' بالمعنى العام تطلق على كل عالم غربي يشتغل بدراسة الشرق كله: اقصاه و وسطه وادناه، في لغاته و آدابه و حضارته وادیانه۔''[۳]

''استشراق سے مراد شرق کا علم یا دنیائے مشرق کو جاننا ہے اور کلمہ ''مستشرق'' اپنے عمومی معنوں میں ہر اس مغربی عالم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مشرق کے کسی حصے میں لغات، ادب، ادیان، اور تہذیب کے مطالعے میں مشغول ہو، چاہے مشرق بعید ہو یا وسطی یا قریب۔''

۱۔ Word Web (Sofware Dictionary)Word"Oreientalism"

۲۔ المنجد۔

۳۔ الاستشراق، والخلفية الفكرية للصراع الحضاری، ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق، دارالمعارف، کورنیش النیل، قاہرہ، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۔

ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی علوم وثقافت اور ادب کا مطالعہ استشراق کہلاتا ہے۔لیکن اگر اس مفہوم کو مان لیا جائے تو چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت اسلام کے علاوہ دو بڑے مذاہب یہودیت اور عیسائیت ہیں۔ان دونوں مذاہب کے انبیاء اور ان کے ابتدائی پیروکاروں کا تعلق مشرق سے ہے۔تورات وانجیل میں بیان کیے گئے تمام حالات وواقعات اور مقامات کا تعلق بھی مشرق سے ہے۔لیکن اس کے باوجود بائبل یا عیسائیت و یہودیت کے عالمانہ مطالعے کو کوئی بھی استشراق کے نام سے موسوم نہیں کرتا۔اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ استشراق کی اس تحریک کے مقاصد سراسر منفی ہیں،مستشرقین اپنے ان مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کا بنیادی مقصد اسلام اور اس کی تعلیمات کا صرف تحقیقی مطالعہ نہیں، بلکہ ان تعلیمات کو شکوک وشبہات سے دھندلانا،مسلمانوں کو گمراہ کرنا اور غیر مسلم لوگوں کے سامنے اسلام کا منفی تصور پیش کر کے انہیں اسلام قبول کرنے سے روکنا ہے۔لفظ استشراق کی کوئی قدیم تاریخ نہیں ہے۔یہ ایک نیا لفظ ہے جو پرانی لغات میں موجود نہیں ہے۔اے جے آربری ۱۹۰۵ء((Arthur John Arberry)۔۱۹۶۹ء) کے مطابق لفظ استشراق 'Orientalist' ''پہلی بار ۱۶۳۸ء میں یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا۔[۱]

میکسم روڈنسن'' ۱۹۱۵ء((Maxime Rodinson)۔۲۰۰۴ء) کے مطابق استشراق کا لفظ انگریزی زبان میں ۱۸۳۸ء میں داخل ہوا اور فرانس کی کلاسیکی لغت میں اس کا اندراج ۱۷۹۹ء میں ہوا۔[۲]

تحریک استشراق کا پس منظر

اگرچہ لفظ استشراق نومولود ہے،لیکن تحریک استشراق کا آغاز بہت پہلے ہو چکا تھا۔اہل مغرب کی اسلام دشمنی کی تاریخ کا آغاز حضرت محمد ﷺ پر غار حرا میں پہلی وحی کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔اہل مغرب سے یہاں ہماری مراد اہل کتاب یہود ونصاریٰ ہیں جو مشرکین بنی اسماعیل کے بعد اسلام کے دوسرے مخاطب تھے۔یہود ونصاریٰ کی کتب اور صحائف میں آخری زمانے میں آنے والے ایک نبی کا ذکر بڑی صراحت اور واضح نشانیوں کے ساتھ موجود تھا۔عہد نامہ قدیم میں ہے:

> ''میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور میں اپنا کلام
> اس کے منہ میں ڈالوں گا اور وہ انہیں وہ سب کچھ بتائے گا جس کا میں اسے حکم دوں گا۔اگر کوئی شخص
> میرا کلام جسے وہ میرے نام سے کہے گا،نہ سنے گا تو میں خود اس سے حساب لوں گا۔''[۳]

۱۔الاستشراق،ڈاکٹر مازن بن صلاح مطبقانی،قسم الاستشراق کلیہ الدعوہ مدینہ،س ن،ص ۲۔

۲۔الاستشراق،ص ۲۔

۳۔استثنا ۱۸:۱۹۔۸۱۔

عیسائی علما اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ کسی طرح بھی حضرت موسیٰ کی مانند نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تخلیق، حیات مبارکہ اور وفات کے لحاظ سے حضرت موسیٰ سے مکمل طور پر مختلف تھے۔ صرف حضرت محمد ﷺ ہی پیدائش، شادی، اولاد، وفات اور شریعت، ہر طرح سے ان کے مماثل تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

واذقال عیسی ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التورٰۃ و مبشرا برسول یاتی من بعد اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینت قالوا ھذا سحر مبین۔ (الصف ۶۱:۶)

''اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لائے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔''

اسی طرح انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب الفاظ اس طرح سے ہیں:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں ایک اور مددگار بخشے گا تا کہ وہ ہمیشہ تک تمہارے ساتھ رہے۔''[۲]

اسی طرح انجیل یوحنا کے اگلے باب میں لکھا ہے:

''جب وہ مددگار یعنی روح حق آئے گا جسے میں باپ کی طرف سے بھیجوں گا تو وہ میرے بارے میں گواہی دے گا۔[۳]

انجیل کے یونانی نسخوں میں ''مددگار'' کے لیے لفظ **"Paracletos"** استعمال ہوا ہے، جب کہ انگریزی نسخوں میں **"Paracletos "** کا ترجمہ **"Comfortor"** مددگار کر دیا گیا ہے۔ جب کہ **"Paracletos"** کا صحیح ترین ترجمہ **''A kind friend ''** یا ''رحمۃ للعالمین'' ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم قرآن کی روشنی میں دیکھیں تو یہ لفظ اصل میں **"Paracletos"** کے بجائے **"Periclytos"** ہے جس کا ترجمہ عربی زبان میں ''احمد یا محمد'' اور انگریزی میں **"the praised one"** ہے۔

قوم یہود کو نبی کریم ﷺ سے انتہائی درجے کا حسد تھا۔ وہ اپنی کتابوں اور انبیاء بنی اسرائیل کی پیش گوئیوں کی روشنی میں ایک آنے والے نبی کے انتظار میں تھے۔ ان کو اس حد تک نبی کی آمد اور آمد کے مقام کا اندازہ تھا کہ انھوں نے مدینہ کو اپنا مرکز بنا لیا تھا اور

۱۔ یوحنا ۱۴:۱۶۔

۲۔ یوحنا ۱۵:۲۶۔

عربوں کواکثر یہ بات جتاتے تھے کہ ہمارا نبی آنے والا ہے اور ہم اس کے ساتھ مل کر عرب پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔قرآن مجید نے اس بات کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ (البقرہ ۸۹:۲)

''اور پہلے ہمیشہ کافروں پر فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے تو وہ چیز جسے یہ خوب پہچانتے تھے، جب ان کے پاس آ پہنچی تو انھوں نے اس کا انکار کردیا۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنی کتابوں میں بیان کردہ نشانیوں کے لحاظ سے حضرت محمد ﷺ کو پورے یقین کیساتھ بطور نبی جانتے اور پہچانتے تھے۔ارشاد ہے:

الذین آتینھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔ (البقرہ ۱۴۶:۲)

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (محمد ﷺ) کو اس طرح سے پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں مگر ان میں سے ایک فریق سچی بات کو جانتے بوجھتے ہوئے چھپاتا رہتا ہے۔''

بنی اسرائیل اپنے آپ کو اللہ کی پسندیدہ قوم سمجھتے تھے، اور اس خوش گمانی میں مبتلا تھے کہ اپنی تمام تر نافرمانیوں کے باوجود وہ جنت میں جائیں گے اور یہ کہ وہ خدا کی چہیتی قوم ہیں۔چنانچہ جب ان کی تمام تر خوش گمانیوں کے برعکس اللہ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو بنی اسمٰعیل میں مبعوث کردیا تو یہود نے فرشتہ جبرائیل کو اپنا دشمن قرار دے دیا کہ انھوں نے دانستہ، وحی بجائے یہود پر اتارنے کے، بنی اسمٰعیل کے ایک فرد محمد ﷺ پر نازل کردی ہے۔چنانچہ اس جلن اور حسد کی وجہ سے انھوں نے آپ ﷺ کا انکار کردیا قرآن مجید نے ان کی اس حرکت کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ وھدی وبشری للمومنین۔ (البقرہ ۹۷:۲)

''کہدو کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے، تو اس نے (یہ کتاب) اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت و بشارت ہے۔''

اس حسد اور جلن نے یہود اور عیسائیوں دونوں کو مسلمانوں کا دشمن بنادیا۔انھوں نے آنے والے نبی کے بارے میں اپنی کتابوں میں موجود

پیش گوئیوں کو اپنی دانست میں گویا ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔لیکن اس تحریف کے باوجود اللہ نے بہت ساری نشانیاں ان کی کتابوں میں باقی رہنے دیں اور قرآن مجید میں، دوٹوک انداز میں ان کی تحریف کا پول بھی کھول دیا۔

چنانچہ اس پس منظر کے باعث مغربی مفکرین ، بالعموم اسلام کے بارے میں منفی اندازِ فکر سے کام لیتے ہیں ۔اسلام کے تمام تعمیری کاموں کو نظر انداز کر کے صرف انھی پہلوؤں پر زور دیتے ہیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلا سکیں ۔جب ہم استشراق اور مستشرقین کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں تو لفظ ''استشراق'' میں تکلف کا جو مفہوم پایا جاتا ہے، اس کی وضاحت زیادہ آسانی سے ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم اس کی تعریف اس طرح سے کریں گے کہ مغربی علماء و مفکرین جب اپنے مخصوص منفی مقاصد کے لیے اسلامی علوم و فنون کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیتے ہیں تو اس عمل کو استشراق کہا جاتا ہے۔ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب کے نزدیک استشراق کی تعریف اس طرح سے ہے:

> الاستشراق: هو دراسات ''اكاديمية''يقوم بهاغربيون كافرون من اهل الكتاب بوجه خاص، لاسلام والمسلمين،من شتى الجوانب:عقيدة وشريعة، وثقافة، وحضارة،وتاريخا،ونظما،وثروات وامكانات۔۔۔هدف تشويةالاسلام ومحاولة تشكيك المسلمين فيه،و تضليلهم عنه وفرض التبعيةللغرب عليهم ومحاولة تبرير هذه التبعية بدراسات و نظريات تدعى العلمية والموضوعية،تزعم التفوق العنصرى والثقافى للغرب المسيحى على الشرق الاسلامى۔''[۱]
>
> ''استشراق، کفار اہل کتاب کی طرف سے، اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے مختلف موضوعات مثلاً عقائد و شریعت ،ثقافت ،تہذیب ،تاریخ، اور نظام حکومت سے متعلق کی گئی تحقیق اور مطالعات کا نام ہے جس کا مقصد اسلامی مشرق پر اپنی نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم میں، مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم کرنے کے لیے ان کو اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات اور گمراہی میں مبتلا کرنا اور اسلام کو مسخ شدہ صورت میں پیش کرنا ہے۔''

ہم یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ استشراق صرف مشرقی لوگوں کی عادات، رسم و رواج، زبانوں اور علوم کے مطالعے کا نام نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو یہودیت، عیسائیت اور دیگر تمام مشرقی مطالعات کو بھی استشراق کے ذیل میں رکھا جاتا۔ بلکہ یہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے خلاف ایک پوری تحریک ہے، جس کا آغاز اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔مشرق، اہل مغرب کے لیے ہمیشہ پر اسرار دنیا کی حیثیت

۱۔الاستشراق،ص ۳۔

اختیار کیے رہا ہے۔اس کے بارے میں جاننے اور کھوجنے کی کوشش ہمیشہ سے کی جاتی رہی ہے۔اہل مغرب کے سامنے مشرق کی پرکشش تصویر مغربی سیاح پیش کرتے تھے اور اپنے تجارتی اور سیاحتی سفروں کی کہانیاں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔مشرق کے بارے میں ان کے علم کا بڑا ذریعہ مختلف سیاح تھے۔مثلاً،اطالوی سیاح مارکو پولو(Marco Polo) (1254-1324)،لوڈوویکوڈی وارتھیما(Ludovico di Varthema) (1470-1517)وغیرہ۔ان کے بارے میں کبھی کسی نے مستشرق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

تحریک استشراق کا آغاز

ہم یہ بات گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس تحریک کا آغاز اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا،لیکن ناکام رہے۔نبی ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی خلاف ورزی کے نتیجے میں یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور ان کی نسلی و علمی برتری کا نشہ ٹوٹ گیا۔حضرت عمرؓ کے دور حکومت کے اختتام تک ان لوگوں کو کوئی

خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی اسلام کے شاندار اور تابندہ نظریات کے سامنے کوئی اور فکر یا نظریہ اپنا وجود برقرار رکھ سکا۔ بلکہ یہود و نصاریٰ کے مذہبی و روحانی مرکز بیت المقدس پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ظہور اسلام کے ایک سو سال مکمل ہونے سے پہلے ہی اسلام اپنے آپ کو دنیا میں ایک روشن خیال،علم دوست،شخصی آزادیوں کے ضامن ،عدل و انصاف،رواداری اور احترام انسانیت جیسی خوبیوں سے متصف،دین کے طور پر منوا چکا تھا۔یہ کامیابی یہود و نصاریٰ کو ہرگز گوارا نہ تھی۔اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں کا آغاز حیات نبوی ﷺ ہی میں ہو چکا تھا۔لیکن ان کارروائیوں کا عملاً کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔مدینہ میں عیسائی راہب ابو عامر نے منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے لیے مسجد ضرار تعمیر کرائی اور ساتھ ہی رومی سلطنت سے مسلمانوں کے خلاف مدد چاہی،لیکن اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔اسی طرح موتہ اور تبوک کی جنگوں میں بھی مسلمان کامیاب رہے۔عہد خلافت راشدہ میں چونکہ نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کثیر تعداد میں موجود تھے اور پوری اسلامی سلطنت میں ان کے حلقہ دروس پھیلے ہوئے تھے۔مسلمان ذہنی اور علمی لحاظ سے یہود و نصاریٰ سے کہیں آگے تھے،لہٰذا دشمنان دین کی سرگرمیاں زیادہ تر جنگ و جدل تک ہی محدود رہیں۔لیکن اس محاذ پر بھی مسلمانوں کی برتری قائم رہی اور اسلامی ریاست کی حدود پھیلتی گئیں اور عیسائی و یہودی عوام اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتے گئے۔یہاں تک کہ ان کے مذہبی مقامات بیت المقدس وغیرہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔خلافت راشدہ کے آخری دور میں صحابہ کرام کی تعداد کم ہو چکی تھی اور نئے غیر تربیت یافتہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے،جو ابھی تک اپنے سابقہ عقائد و رسوم کو پورے طور پر نہیں چھوڑ سکے تھے۔عبداللہ بن سبا اور اس طرح کے لوگوں

نے ان مسلمانوں میں غلط عقائد کو رواج دینا شروع کیا۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو ہجڑ کایا اور سادہ لوح لوگوں میں خلفاء وعمال کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلائیں اور غلط سلط احادیث اور قصے کہانیوں کو رواج دینا شروع کیا۔ پہلا آدمی جس نے باقاعدہ طور پر اسلام کے خلاف تحریری جنگ شروع کی وہ جان آف دمشق (یوحنا دمشقی)(749 – 676) تھا۔ اس نے اسلام کے خلاف دو کتب "محاورہ مع المسلم" اور "ارشادات النصاری في جدل المسلمين" لکھیں۔ کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس تحریک کا آغاز ۱۳۱۲ء میں ہوا جب فینا میں کلیسا کی کانفرنس ہوئی، جس میں یہ طے کیا گیا کہ یورپ کی جامعات میں عربی، عبرانی اور سریانی زبان کی تدریس کے لیے، پیرس اور یورپ کی طرز پر چیئرز قائم کی جائیں۔[۱]

بعض اہل علم کے نزدیک یہ تحریک دسویں صدی میں شروع ہوئی جب فرانسیسی پادری "جربرٹ ڈی اوریلیک" (۹۴۶ء۔ ۱۰۰۳ء)(Gerbert d'Aurillac) حصول علم کے لیے اندلس گیا اور وہاں کی جامعات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۹۹۹ء سے ۱۰۰۳ء تک پوپ سلویسٹر ثانی (Silvester II) کے نام سے پاپائے روم کے منصب پر فائز رہا۔ اسی طرح بعض نے اس کا آغاز ۱۲۶۹ء میں قرار دیا ہے جب قشتالیہ (Castile) کے شاہ الفانسو دہم (Alfonso X)(۱۲۲۱ئ۔ ۱۲۸۴ء) نے ۱۲۶۹ء میں مرسیا (Murcia) میں اعلیٰ تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا اور مسلم، عیسائی اور یہودی علما کو تصنیف وتالیف اور ترجمے کا کام سونپا۔[۲]

اسی طرح بعض کے نزدیک اس تحریک کا بانی پطرس محترم (Peter the Venerable)(۱۰۹۲ء۔ ۱۱۵۶ئ) تھا، جو کلونی (Cluny, France) کا رہنے والا تھا۔ اس نے اسلامی علوم کے تراجم کے لیے مختلف علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جس میں مشہور انگریزی عالم رابرٹ آف کیٹن (Robert of Ketton)(1110 – 1160) بھی تھا۔ اس نے قرآن مجید کا پہلا لاطینی ترجمہ کیا، جس کا مقدمہ پطرس نے لکھا تھا۔[۳]

اہل مغرب نے اس بات کی اہمیت کو سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے انھیں علمی میدان میں مسلمانوں کو شکست دینی ہوگی۔ اس کے لیے انھوں نے مختلف طریقے اختیار کیے۔ ایک طرف اپنے اہل علم کو مسلمانوں کے علوم وفنون سیکھنے پر لگایا اور دوسری طرف مسلمانوں میں، ان کے افکار کو دھندلانے کی کوشش کی۔ ۱۵۳۹ء میں فرانس، ۱۶۳۲ء کیمبرج اور ۱۶۳۸ء میں آکسفورڈ میں عربی واسلامی علوم کی چیئرز قائم کی گئیں۔ ۱۶۷۱ء میں فرانس کے شاہ لوئی چہاردہم (Louis XIV of France)(1638–1715) تمام اسلامی ممالک سے اپنے کارندوں کے ذریعے سے مخطوطات اکٹھے کروائے اور اس سلسلے میں تمام ممالک میں موجود سفارت خانوں کو ہدایت کی کہ اپنے تمام افرادی اور مالی وسائل استعمال کریں۔[۴]

۱۔ ضیاء النبی، (بحوالہ، الاضواء علی الاستشراق والمستشرقین ص ۱۵) ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۱۸ھ، ج ۶ ص ۱۲۶۔

۲۔ الاستشراق والمستشرقون، مصطفیٰ السباعی، دارالوراق للنشر والتوزیع ص ۱۸۔

۳۔ الاستشراق ص ۵۔ [۴] ا۔ ضیاء النبی، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۱۸ھ، ج ۶ ص ۱۵۶۔

مستشرقین کے مقاصد و اہداف

۱۔ دینی اہداف

یہودی اور عیسائی جو کہ خود کو اللہ کی پسندیدہ قوم قرار دیتے تھے اور آنے والے نبی کے منتظر اور اس کے ساتھ مل کر ساری دنیا پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب اللہ نے ان کی نافرمانیوں اور بدکاریوں کے باعث فضیلت کے منصب سے محروم کر کے نبوت و رسالت کی ذمہ داری بنو اسماعیل کے ایک فرد محمد ﷺ پر ڈال دی تو وہ حسد اور جلن کے باعث ہوش و حواس کھو بیٹھے اور باوجود آپ ﷺ کو نبی کی حیثیت سے پہچان لینے کے، آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اسلام چونکہ انتہائی سرعت سے عرب کے علاقے سے نکل کر دنیا کے ایک بڑے حصے پر چھا گیا تھا، اس لیے یہود و نصاریٰ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اگر اسلام اسی رفتار سے پھیلتا گیا تو ایک دن ان کا دین بالکل ہی نہ ختم ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے سوچا کہ ایک طرف اسلامی تعلیمات پر شکوک و شبہات کے پردے ڈالے جائیں اور اسے ناقص، ناکام، اور غیر الہامی فلسفہ قرار دیا جائے۔ دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے سے روکا جائے اور تمام دنیا میں اپنے مذہب کا پرچار کیا جائے۔ اس کام کے لیے انھوں نے پادریوں کی تربیت کی اور مسلم ممالک سے اسلامی علوم کی کتب جمع کر کے ان میں سے ایسی کمزوریاں تلاش کرنے کی کوشش کی جس سے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا جا سکے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات، ازواج، قرآن مجید، احکام، احادیث، سیرت صحابہ ہر چیز کو ہدف بنایا اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں میں اتحاد اور اخوت کو ختم کر کے ان میں مختلف نسلی، لسانی اور علاقائی تعصبات کو ابھارنے کی کوشش کی۔

۲۔ علمی اہداف

اگرچہ مستشرقین میں کچھ منصف مزاج لوگ بھی موجود ہیں جو کبھی کبھار کوئی صحیح بات بھی منہ سے نکال لیتے ہیں، لیکن چونکہ ان کی تربیت میں یہ بات داخل ہو چکی ہے کہ عیسائیت ہی صحیح دین ہے، اس لیے وہ اسلامی تعلیمات کو ہمیشہ اپنے انداز سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صدیوں پر محیط اسلام دشمن پروپیگنڈا کی وجہ سے مغربی عوام کے اذہان اسلام کے بارے میں کوئی صحیح بات آسانی سے قبول نہیں کرتے۔ ان کے علما و فضلا نے علمی تحریکوں اور تحقیق و جستجو کے نام پر صرف اسلام مخالف مواد ہی جمع کیا ہے۔ یہودی اور عیسائی جو ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن رہے ہیں اور عیسائی یہود کو حضرت عیسیٰ کے قاتل کی حیثیت سے دیکھتے تھے، لیکن مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے صدیوں کی رقابت کو بھول کر باہم شیر و شکر ہو گئے۔ یہ لوگ ہر وہ کام کرنے پر متفق ہو چکے ہیں جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جا سکے۔ مختلف ادارے اور انجمنیں بنا کر مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے، سائنسی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ اسلام چھوڑنے والوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے، مسلمان عورتوں میں آزادی اور بے پردگی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ غریب ممالک میں عیسائی تنظیمیں فلاحی کام کی آڑ میں عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔ مسلمان ممالک کے پالیسی ساز اداروں پر اثر انداز ہو کر تعلیمی نصاب اور طریق تعلیم کو اپنی مرضی کے مطابق کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ اقتصادی ومعاشی اہداف

استشراق کی اس تحریک کا آغاز اگرچہ اسلام کے بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لیے ہوا تھا،لیکن بعد میں اس کے مقاصد میں اضافہ ہوتا گیا۔اہل مغرب نے مسلم ممالک کی تکنیکی مہارت حاصل کرنے کے لیےاوراپنے معاشی مفادات،اور تجارتی معاملات کو بہتر بنانے کے لیےبھی عربی زبان اوراسلامی تہذیب وثقافت کا مطالعہ کیا۔مسلم ممالک میں اپنے اثرونفوذ کو بڑھایااورمقامی طور پر ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان ممالک کے وسائل مکمل طور پر نہ ہی ،کسی حد تک اہل مغرب کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔مشرق کو اہل مغرب سونے کی چڑیا قرار دیتے تھے۔مغرب جب صنعتی دور میں داخل ہوا تواس کی نظر مشرق میں موجود خام مال کے ذخیروں پر تھی۔اسی لیے تمام ممالک نے مختلف مشرقی ممالک میں اپنے اثرونفوذ کو بڑھانے اوران کواپنی کالونیاں بنانے کی کوشش کی۔اس سلسلے میں ہرقسم کے غیر اخلاقی حربے استعمال کیے گئے اور آزادی،انصاف اوررحم ومروت کے تمام اصولوں کوفراموش کردیا گیا۔ایک انگریز ادیب ’’سڈنی لو‘‘ نے مغربی اقوام کے بارے میں اپنے ہم قوموں کا رویے کا اظہاران الفاظ میں کیا ہے:

> ’’مغرب کی عیسائی حکومتیں کئی سالوں سے امم شرقیہ کے ساتھ جوسلوک کررہی ہیں اس سلوک کی وجہ سے یہ حکومتیں چوروں کے اس گروہ کے ساتھ کتنی مشابہت رکھتی ہیں جو پرسکون آبادیوں میں داخل ہوتے ہیں،ان آبادیوں کے کمزور مکینوں کوقتل کرتے ہیں اوران کا مال واسباب لوٹ کرلے جاتے ہیں۔کیاوجہ ہے کہ یہ حکومتیں ان قوموں کے حقوق پامال کررہی ہیں جوآگے بڑھنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔اس ظلم کی وجہ کیا ہے جوان کمزوروں کے خلاف روا رکھا جارہا ہے۔کتوں جیسے اس لالچ کا جواز کیا ہے کہ ان قوموں کے پاس جو کچھ ہے وہ ان سے چھیننے کی کوششیں ہورہی ہیں۔یہ عیسائی قوتیں اپنے اس عمل سے اس دعویٰ کی تائید کررہی ہیں کہ طاقت ورکوحق پہنچتا ہے کہ وہ کمزوروں کے حقوق غصب کرے۔‘‘[۱]

۴۔سیاسی واستعماری اہداف

اتفاق سے جب یہودونصاریٰ کی سازشوں اورمسلمانوں کی اپنی اندرونی کمزوریوں کے نتیجے میں مسلمان زوال کا شکار ہوئے تو اسی اثنا میں مغرب میں علمی وسائنسی ترقی کا آغاز ہورہاتھا۔کچھ اسلام دشمن مفکرین اورمصنفین کی وجہ سے اورکچھ صلیبی جنگوں کے اثرات کے تحت اہل مغرب مسلمانوں کو اپنا سب سے بدترین دشمن گردانتے تھے۔ان کی ساری جدوجہد اسلام کے روشن چہرے کو مسخ کرنے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی شخصیات کو ان کے مرتبے سے گرانے اورقرآن وحدیث میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں

۱۔ضیاءالنبی،ج۶،ص۲۸۰۔

صرف ہو رہی تھی۔ مثال کے طور پر فلپ کے ہٹی (۱۸۸۶-۱۹۷۸) (Philip Khuri Hitti) اپنے ہم مذہب لوگوں کے رویوں پر اس طرح سے تبصرہ کرتا ہے:

''قرونِ وسطیٰ کے عیسائیوں نے محمد ﷺ کو غلط سمجھا اور انھیں ایک حقیر کردار خیال کیا۔ ان کے اس رویے کے اسباب نظریاتی سے زیادہ معاشی اور سیاسی تھے۔ نویں صدی عیسوی کے ایک وقائع نگار نے ایک جھوٹے نبی اور مکار کی حیثیت سے آپ کی جو تصویر کشی کی تھی بعد میں اسے جنس پرستی، آوارگی اور قزاقی کے شوخ رنگوں سے مزین کیا گیا۔ پادریوں کے حلقوں میں محمد ﷺ دشمن مسیح کے نام سے مشہور ہوئے۔'' [۱]

اسلام سے اس دشمنی اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے خوف نے یہود و نصاریٰ کو ایک ایسے نہ ختم ہونے والے خبط میں مبتلا کر دیا جو اسلام کے خاتمے کے بغیر ختم ہونے والا نہیں تھا۔ انھوں نے ایک طرف تو مسلمانوں کو دینی اور اخلاقی لحاظ سے پست کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف ایسا منصوبہ بنایا کہ مسلمان دوبارہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکیں۔ اپنے سابقہ تجربات کی بنیاد پر ان لوگوں کو علم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو جنگ و جدل کے ذریعے سے ختم کرنا ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے۔ اس لیے انھوں نے اندھا دھند جنگی اقدام کے بجائے، متبادل طریقوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ طویل منصوبہ بندی کے ذریعے مسلمانوں کی قوت اور طاقت کی بنیادوں کو جان کر ان کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ علماء و محققین کے پردے میں مسلم ممالک میں اپنے تربیت یافتہ لوگوں کو بھیج کر مسلمانوں کی دینی حمیت، اتحاد و اخوت، جہاد، پردہ وغیرہ جیسی امتیازی اقدار کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی مختلف علاقائی، نسلی اور مسلکی تعصبات کو ہوا دینے کی کوشش کی۔ پہلے مرحلے میں مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے بعد، اپنے اثر و نفوذ میں اضافہ کر کے کمزور ممالک کو اپنی طفیلی ریاستوں کی صورت دے دی۔ اس طرح ایک طرف تو مسلمان ہر لحاظ سے کمزور ہو گئے اور دوسری طرف ان کے تمام وسائل پر یہود و نصاریٰ کا قبضہ ہو گیا۔ جرمن مفکر پاؤل شمٹ (Paul Schmidt) نے اپنی کتاب میں تین چیزوں کو مسلمانوں کی شان و شوکت کا سبب قرار دیتے ہوئے، ان پر قابو پانے اور ختم کرنے کی کوششوں پر زور دیا ہے:

''۱۔ دینِ اسلام، اس کے عقائد، اس کا نظامِ اخلاق اور مختلف نسلوں، رنگوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں رشتۂ اخوت استوار کرنے کی صلاحیت۔

۱۔ ضیاء النبی، ج ۶، ص ۳۲۹۔

۲۔ممالک اسلامیہ کے طبعی وسائل۔

۳۔مسلمانوں کی روز افزوں عددی قوت۔''

چنانچہ، مسلمانوں کی قوت وطاقت کی اصل بنیادوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''اگر یہ تینوں قوتیں جمع ہوگئیں، مسلمان عقیدے کی بنا پر بھائی بھائی بن گئے اور انھوں نے اپنے طبعی وسائل کو صحیح صحیح استعمال کرنا شروع کر دیا،تو اسلام ایک ایسی مہیب قوت بن کر ابھرے گا جس سے یورپ کی تباہی اور تمام دنیا کا اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔''[۱]

۱۔ضیاء النبی، ج ۶،ص ۲۵۲۔

استشراق کے موضوع پر اہم عربی کتب

[۱]

نام کتاب: الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری

نام مصنف: ڈاکٹر عبدالمتعال محمد الجبری

زبان: عربی

مطبع: مکتبہ وہبۃ، عابدین، قاہرہ۔

تعداد صفحات: ۲۹۴

سن اشاعت: ۱۹۹۵ء

طبع: اول

تعارف مشمولات:

یہ کتاب، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، دور حاضر کے ایک نہایت اہم موضوع ''استشراق'' سے متعلق ہے۔ اس کتاب کے مقصد طباعت کے بارے میں مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان فرماتے ہیں:

فهذه دراسة عن الاستشراق واهدافه العامة ،تكشف عن طريقة وطبيعة دراسة المستشرقين للاسلام و تاريخه والسيرة النبوية المطهرة، ورد على اباطيلهم۔[۱]

''یہ استشراق اور اس کے عمومی اہداف کا مطالعہ ہے، جس میں مستشرقین کے اسلام، تاریخ اسلام اور سیرت نبوی ﷺ کے متعلق مطالعات کے طریق کار اور رویے کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جھوٹے الزامات کا رد کیا گیا ہے۔''

۱۔ الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری، مکتبہ وہبۃ، عابدین، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ئ، ص ۷۔

کتاب کے تین ابواب ہیں جن کو فصول کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان میں درج ذیل ترتیب سے استشراق اور مستشرقین کے اہداف و مقاصد کا محاکمہ کیا گیا ہے۔

باب اول: استشراق اور اس کے اہداف: (صفحہ ۱۱ تا ۱۷۴)

اس باب میں استشراق کا عمومی تعارف اور مستشرقین کے اہداف و مقاصد کا بیان ہے۔ ان میں علمی، اقتصادی، سیاسی، تبلیغی و مشنری اہداف و مقاصد کا جامع تجزیہ کیا ہے۔

باب دوم: تاریخ استشراق: (صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۶)

دوسرا باب تاریخ استشراق سے متعلق ہے جس میں اندلس، فرانس، صقلیہ، اٹلی، روس، ڈنمارک، ہالینڈ، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں استشراقی مقاصد کے لیے کئے گئے کام اور اس میں شامل مستشرقین کا ذکر کیا ہے۔

باب سوم: مستشرقین اور ان کی تحریروں کا جائزہ (صفحہ ۲۰۷ تا ۲۸۴)

اس حصے میں مستشرقین کے تحریری کام کا جامع جائزہ پیش کیا ہے۔ اس جائزے میں مصنف نے ہر پہلو سے مستشرقین کے کام کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا ہے۔ ان کے نہاں تعصب، علمی خیانتوں، عمداً تحریفات اور غیر ثقہ روایات کے ذریعے اسلام کے متفق علیہ معاملات کو مشکوک بنانے کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مشہور و عام تاریخی حقائق و واقعات کی تحقیق کر کے اصل صورت حال قاری کے سامنے پیش کی ہے۔ مثلاً کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کا الزام مسلمانوں پر لگانا، تورات و انجیل کی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پیش گوئیوں میں یہود و نصاریٰ کی تحریف، تاریخ، کوسن ڈی پرسی وال (Jean-Jacques-Antoine Caussin De Perceval) (۱۸۳۵ئ) کی کتاب ''تاریخ الاسلام'' میں مکہ اور کعبہ کا پانچویں صدی عیسوی سے پہلے وجود نہ ہونے کے بارے میں ہرزہ سرائی، بنو امیہ پر بلاوجہ جنگ و جدل اور ہوس ملک گیری کے اتہام، اسلامی فتوحات کے بارے میں پھیلائے گئے شکوک و شبہات وغیرہ۔

[۲]

نام کتاب: موسوعۃ المستشرقین

نام مصنف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن بدوی

زبان: عربی

مطبع: دارالعلم للملائین، بیروت، لبنان۔

تعداد صفحات: ۶۴۰

سن اشاعت: جولائی ۱۹۹۳ء

طبع: ثالث

تعارف مشمولات:

یہ کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، مستشرقین کا دائرہ معارف ہے۔ مصنف نے انتہائی محنت اور توجہ سے انحائے عالم سے مستشرقین کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے اس مجموعے میں جمع کر دی ہیں۔ استشراق اور مستشرقین کے موضوع پر تحقیق کرنے والے افراد کے لیے اس کتاب سے صرف نظر کرنا بہت مشکل ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں الف بائی ترتیب کے ساتھ دو سو ستاسی (۲۸۷) مستشرقین کے مکمل کوائف جمع کر دیے ہیں۔ ان کوائف میں مستشرقین کے حالات زندگی، تعلیم تربیت، علمی و تحقیقی کام اور ان کی کتب، مقالات، تراجم وغیرہ کا تعارف شامل ہے۔ کتاب میں کوئی مقدمہ یا ابتدائیہ نہیں ہے، جس سے یہ جاننے میں بہت مشکل پیش آتی ہے کہ مصنف نے خود کن حالات میں اس کٹھن کام کو انجام دیا ہے۔ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے زیر اثر اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ان اعداد و شمار کے حصول میں اس کو کس قدر مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح خود مصنف کے اپنے حالات و کوائف کا بھی کوئی ذکر اس کتاب میں نہیں ہے۔

مستشرقین کا ذکر کرنے کے علاوہ فاضل مصنف نے دو مبسوط مقالات بھی کتاب میں شامل کیے ہیں۔ پہلا مقالہ یورپ میں پریس کے آغاز اور خاص طور پر قرآن مجید کی طباعت کی تاریخ کے بارے میں مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ لاطینی اور یونانی زبانوں میں عربی کی لغات کی طباعت کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ دوسرے مقالے میں یورپ، ایشیا اور کئی دوسرے ممالک میں قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کی تاریخ بڑی جامعیت سے ذکر کی گئی ہے۔ یہ دونوں مقالات اگر کتاب کے آغاز یا آخر میں ہوتے تو قارئین کے لیے بہت مفید ثابت ہوتے۔ لیکن مصنف نے ان کو کتاب کے تقریباً وسط میں مستشرقین کی الف بائی ترتیب کے اندر بالترتیب (م: مطبع، مجم اور ق: قرآن) کے ذیل میں درج کیا ہے۔ اس کا نتیجہ لامحالہ یہ نکل سکتا ہے کہ کتاب کو سرسری طور پر دیکھنے والا قاری اتنے اہم مقالات سے محروم رہ سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں تمام مشمولات کی فہرست دی گئی ہے جس میں الف بائی ترتیب کے ساتھ تمام مستشرقین کی فہرست بھی موجود ہے۔

[۳]

نام کتاب: الاسلامیات، بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین

نام مصنف: ابوالحسن علی الندوی

زبان: عربی

مطبع: موسسہ الرسالہ، بیروت، لبنان۔

تعداد صفحات: ۸۲

سن اشاعت: ۱۹۸۶ء

طبع: ثالث

تعارف مشمولات:

یہ کتاب برصغیر پاک وہند کے معروف عالم دین اور محقق ابوالحسن علی ندوی کی تحقیق پر مبنی ہے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ، انڈیا نے ۲۱ تا ۲۳ فروری ۱۹۸۲ء میں "شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج" میں استشراق کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کی صدارت علامہ یوسف القرضاوی نے کی۔ کانفرنس میں عالم اسلام کے معروف علما، محققین نے شرکت کی اور اپنے مقالات پیش کیے۔ زیر نظر کتاب اسی کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالے پر مشتمل ہے، جو مولانا ابوالحسن علی ندوی نے پیش کیا۔ مقالے میں ابتدائی کلمات میں فاضل مصنف نے اسلام کی نظر میں حق گوئی، عدل وانصاف اور پاس امانت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرنے کے بعد مستشرقین کی ان کوششوں کا اعتراف کیا جو انھوں نے اسلامی علوم کے سلسلے میں کی ہیں۔ ان میں پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو آرنلڈ (T.W.Arnold)، اسٹینلے لین پول (Stanley Lane Pool)، ڈاکٹر سپرنگر (Dr. Aloys Sprenger)، ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane)، اے جے ونسنک (A.J.Wensinck)، جی۔ بی۔ سٹرینج (G.B.Strenge) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مستشرقین کی کتب میں موجود خامیوں، کوتاہیوں اور متعصبانہ تحریروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کو ایسے (Drain Inspector) سے تشبیہ دی ہے جس کو صرف گندگی ہی نظر آتی ہے۔ اس

کے بعد انھوں نے اسلامی دنیا کا ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کی علمی غفلت اور کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کو اسلامی علوم کے سلسلے میں غیر مسلم مستشرقین کی کتب سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے مسلم دنیا کے علماو محققین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اغلاط سے پاک اور خالص اسلامی تحقیق پر توجہ دیں اور مستشرقین کی تصانیف کا تنقیدی جائزہ لیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے تعصب اور اسلام دشمنی کے باعث، احقاق حق کے بجائے اسلامی تعلیمات و افکار کو دھندلانے اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے آخر میں انھوں نے یورپ، عرب، ایران، ترکی، پاکستان اور ہندوستان کے کچھ اداروں، محققین اور ان کی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے۔

[۴]

نام کتاب:	المستشرقون الناطقون بالانجلیزیۃ
نام مصنف:	ڈاکٹر عبداللطیف الطیباوی (ترجمہ: ڈاکٹر قاسم السامرانی)
زبان:	عربی
مطبع:	ادارۃ ثقافۃ والنشر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ۔
تعداد صفحات:	۲۱۶
سن اشاعت:	۱۹۹۱ء

تعارف مشمولات:

ڈاکٹر عبداللطیف طیباوی (۱۹۱۰ئ۔۱۹۸۱ئ) ایک بہترین محقق اور استاد تھے۔ انھوں نے ایک طویل عرصہ تک یورپی مستشرقین کی تصانیف، اسلامی علوم کے بارے میں ان کی تحقیقات اور ان کے پس پشت مقاصد کا مطالعہ کیا ہے۔ زیرنظر کتاب ان کی انگریزی کتاب "English Speaking Orientaists" کا عربی زبان میں ترجمہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں مستشرقین کے طریق کار، اسلوب، تالیفات اور مقاصد کا بڑی خوبی اور کامیابی سے احاطہ کیا ہے۔

کتاب کا پہلا مقدمہ ''تقدیم'' کے نام سے، مدیر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ، عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی نے لکھا ہے اور مصنف اور کتاب کے مشمولات کا جامع تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے بعد ''المقدمہ'' کے نام سے

مترجم ڈاکٹر قاسم سامرائی کے قلم سے لکھا ہوا مقدمہ ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی بنیاد، ڈاکٹر طیباوی کے دو مقالات ہیں۔ ان میں سے ایک مجلہ ''العالم الاسلامی'' امریکہ میں ۱۹۶۳ء، مجلہ ''المرکز الثقافی الاسلامی'' لندن میں ۱۹۶۴ء، انگریزی و جرمن زبانوں میں ۱۹۶۵ء اور فارسی زبان میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔

ڈاکٹر طیباوی نے کتاب کے آغاز میں استشراق کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ کوئی نئی تحریک نہیں ہے، بلکہ اس کا آغاز حضور ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اسلام کی مخالفت کی اور اس کی روشن تعلیمات کو دھندلانے کی کوشش کی۔ انھوں نے (معاذ اللہ) اسلام کو شیطانی مذہب، قرآن مجید کو خرافات کا مرقع اور رسول اللہ ﷺ کو نبی کاذب قرار دیا۔ ان کی دشمنی و عداوت میں مزید شدت صلیبی جنگوں کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ مصنف نے اسلامی علوم کے متعلق انگریزی زبان میں کیے جانے والے مستشرقین کے کام کا جامع تعارف پیش کرتے ہوئے، ان کے پس پشت مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

زیر نظر کتاب کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں آٹھ فصول اور دوسرے باب میں چھ فصول ہیں۔ آخر میں چار ضمیمہ جات، ''جریدۃ الاشارات و التعلیقات'' کے نام سے حوالہ جات اور اقتباسات کی فہرست اور فہرست مضامین دی گئی ہے۔

(۵)

نام کتاب: الاستشراق، والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری

نام مصنف: ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق

زبان: عربی

مطبع: دار المعارف، کورنیش النیل، قاہرہ

صفحات: ۱۲۹

سن اشاعت: ۱۹۹۷ء

طبع: اول

زیر نظر کتاب تین فصول پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں ''کلمۃ الی القاری'' کے عنوان سے، مصنف نے کتاب کی تالیف کے اسباب اور وجوہات کو بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی بنیاد مصنف کا ایک لیکچر ہے جو آپ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۸۲ء میں ''الاسلام والاستشراق'' کے عنوان سے دوحہ، قطر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں دیا تھا۔ مذہبی و دینی امور کی

وزارت نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس کو مزید تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کرنے کی گزارش کی۔ چنانچہ مصنف نے ۱۹۷۹ء میں کتاب ''الاسلام فی الفکر الغربی'' تصنیف کی۔ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ''الاسلام فی مراۃ الفکر الغربی'' کے عنوان سے مزید اضافات کے ساتھ، دارالفکر العربی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ زیر نظر کتاب ایک لحاظ سے ان سب کتب کی جامع ہے۔ اس میں سابقہ کتب کے مباحث کے ساتھ ساتھ نئے اضافات بھی کیے گئے ہیں۔

ابتدائی تعارف کے بعد مقدمہ ہے جس میں مصنف نے استشراق کی اہمیت اور مغربی دنیا اور عالم اسلام میں مغربی مفکرین کی تحقیقات کے اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے بقول یورپی محققین نے اپنی تحریروں میں اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کی۔ ان کی معلومات کا سارا انحصار اور دارومدار مغربی مفکرین کی تحریروں پر ہے۔ وہ اسلام کو اس کے اصل مصادر کے ذریعے سے نہیں جان پائے۔ اس وجہ سے جو فکری لغزشیں ان کے پیش رو مفکرین نے کی ہیں، بعد میں آنے والے تمام محققین اور مفکرین انھی کو تھامے ہوتے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور فکر کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے اصل مصادر سے رجوع کیا جائے۔ ان مفکرین کے کام کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نہایت مفید کام پر مشتمل ہے، جس میں عربی مخطوطات کی ترتیب و تدوین، لغات، معاجم اور فہارس کی تیاری ہے۔ اسی طرح اسلامی علوم وفنون سے متعلق بہت ساری مفید تحقیق ان کے ہاتھوں سے انجام پائی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان کے کام کا دوسرا حصہ جو قرآن، سنت، حدیث، تاریخ اور اسلامی احکام و مصالح سے متعلق ہے، اس میں ان لوگوں نے متعلقہ علوم و فنون سے ناواقف ہونے اور اصل مصادر تک رسائی نہ ہونے کے باعث ٹھوکر کھائی ہے اور غلط توجیہات کی ہیں۔

کتاب کی پہلی فصل ''مدخل تاریخی'' میں تحریک استشراق کے آغاز، اہداف اور اس کے ارتقاء کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسری فصل ''المستشرقون وموقفہم من الاسلام'' میں مختلف اسلامی علوم وفنون کے میدانوں میں مستشرقین کے تحقیقی و تصنیفی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً، تدریس مخطوطات کی تدوین وحفاظت، تحقیق وتصنیف، ترجمہ، تاریخ ادب عربی، دائرۃ المعارف الاسلامیہ اور معاجم وغیرہ۔ اسی طرح اس فصل میں مستشرقین کی طرف سے قرآن، حدیث، سنت، شریعت اور دیگر اسلامی علوم کی غلط تفہیم اور تعبیر کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ تیسری فصل میں تحریک استشراق کے بارے میں مسلمانوں کے موقف کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے لیے مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ آخر میں فہرست مشمولات اور اس سے پہلے ایک ضمیمہ ''مرکز الدراسات والموسوعات الاسلامیہ'' ہے۔ یہ مرکز مصنف کی کوشش اور توجہ کے نتیجے میں وزارت اوقاف کی

زیرنگرانی ۱۹۹۶ء میں قائم ہوا۔اس کا مقصد اسلامی کتب کو عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا، اسلامی تعلیمات سے متعلق مستشرقین اور دیگر غیر مسلم محققین کی طرف سے کیے گئے اعتراضات اور شکوک وشبہات کا ازالہ کرنا اور غیر اسلامی فکر کے مقابلے میں مسلم محققین اور علماء کو تیار کرنا ہے۔

(۶)

نام کتاب: الاستشراق والمستشرقون (مالھم وما علیھم)

نام مصنف: ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی

زبان: عربی

مطبع: دارالوراق للنشر والتوزیع

تعداد صفحات: ۸۸

سن اشاعت:

کتاب کا مقدمہ مصنف کے فرزند، حسان مصطفیٰ السباعی نے لکھا ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ آج کا مسلمان اپنی عظیم الشان اور عدیم المثال تاریخ کے سامنے شرمندہ کھڑا ہے۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ آج ہمارے بچوں کو جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ غیر مسلم محققین کا دریافت کردہ مسموم علم ہے۔اور ان کا بنیادی مقصد اسلامی تہذیب وثقافت، آداب واخلاق اور علوم ومعارف کو دھندلانا اور ان میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے۔مصنف نے اس کتاب میں تاریخ استشراق اور مستشرقین کے اسلام پر کیے گئے حملوں کے کچھ گوشوں کی نشان دہی کی ہے۔[۱]

مصنف نے آغاز میں استشراق کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔انھوں نے لکھا ہے کہ تاریخ سے اس معاملے کوئی مستند اور متعین ریکارڈ دستیاب نہیں ہوسکا کہ سب سے پہلے اہل مغرب میں سے کس نے استشراق کا آغاز کیا۔البتہ تاریخی ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اندلس کی اسلامی سلطنت کی علمی ترقی اور عروج کے زمانے میں کئی مغربی

۱۔اس کتاب کے کچھ حصے مجلہ''حضارۃ الاسلام''میں اور کچھ''السنۃ ومکانتہا فی التشریع الاسلامی''میں شائع ہو چکے ہیں۔

پادریوں اور علما نے وہاں کی جامعات میں مسلمان اساتذہ سے علم حاصل کیا اور قرآن اور عربی زبان کی دیگر کتب کو اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔ ان لوگوں میں فرانسیسی پادری جربرٹ(Jerbert)، جو ۹۹۹ء میں رومی کلیسا کا پوپ بنا، پطرس محترم((1092-1156) اور جیرارڈ ڈی کریمون (1114-1187) شامل ہیں۔ ان لوگوں نے واپس جاکر اپنے ممالک میں اسلامی علوم و معارف کے مطالعے کے لیے مدارس قائم کیے اور عربی کتب کے یورپی زبانوں میں ترجمے کا کام شروع کیا۔

اس کے بعد استشراق کے اہداف و مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ، قرآن مجید، شریعت اور فقہ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

۲۔ اسلامی تہذیب اور افکار کو دھندلانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ رومی تہذیب سے مستعار ہیں۔

۳۔ مسلمانوں کے مستند علما اور ان کے کام میں شکوک پیدا کرنا۔

۴۔ اسلامی اخوت کو ختم کر کے، علاقائی اور لسانی تعصبات کو تخلیق کرنا۔

۵۔ سیرت، قرآن اور دیگر علوم کے بارے میں کتب کی تصنیف اور ان کی نصوص میں عمداً تحریف کرنا۔

۶۔ اسلامی ممالک میں تبشیری (مشنری) وفود بھیجنا اور انسانی حقوق اور رفاہی کاموں کے پردے میں عیسائیت کے فروغ کے لیے کام کرنا۔

اس کے بعد اس مقصد کے لیے جاری کیے گئے مجلّات کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ ان مستشرقین اور ان کے تصنیفی کام کا ذکر بھی کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔ مثلاً آربری(A.J.Arberry)، الفرڈ جیوم (A. Geom)، بیرن گرا ڈی واکس(Baron Garra De Vaux)، گب(H.A.R.Gibb) گولڈزیہر(Gold Ziher) جون مانارڈ(Mynard)، زویمر(S.M.Zweimer) عزیز عطیہ سوریال، گرونبام(G.V.Grunbaum) فلپ حتی(Philip Hitti) اے جے ونسنک(A.J.Wensink) لوئی میسینون(L.Massignon) ڈی۔ بی۔ میکڈونلڈ(D.B.MecDonald)، ڈی ایس مارگولیوتھ(D.S.Margoliouth)، آر۔ اے۔ نکلسن، ہنری لیمنس(Henry Lammens)، جوزف شاخت (J.Schacht) شامل ہیں۔

[۷]

نام کتاب: المستشرقون والحدیث النبوی

نام مصنف: ڈاکٹر محمد بہاء الدین

زبان: عربی

مطبع: دار النفائس للنشر والتوزیع، العبدلی، عمان۔

طبع: اول

تعداد صفحات: ۳۲۱

سن اشاعت: ۱۹۹۹ء

یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کو عسکری میدان میں شکست دینے کی بہت ساری کوششیں کیں۔ لیکن کوئی بھی ایسی کوشش اسلام اور اس کے پیغام کو ختم نہیں کر سکی۔ اسلام میں وہ قوت موجود ہے جو آب حیات کی طرح مسلمانوں میں پھر سے زندگی کی روح پھونک دیتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ایک نئے میدان کا انتخاب کیا اور اسلامی تعلیمات میں شکوک پیدا کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دین کی تکمیل کر کے اس کو عملی شکل میں نافذ کیا ہے۔ اس لیے آپ کا اسوہ حسنہ زندگی کے تمام معاملات، عقائد و احکام، عبادات و معاملات، آداب وغیرہ میں مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے صحابہ کے ذریعے سے ریکارڈ ہو گیا ہے، جو کہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ کے اسوہ حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر مستشرقین کی پوری کوشش ہے کہ اس کو مشکوک اور غلط ثابت کر کے مسلمانوں کو ان کے نبی سے دور کیا جائے۔ اس لیے وہ لوگ چند موضوع اور ناقص روایات کا سہارا لے کر اور احادیث کے الفاظ میں لفظی و معنوی تحریف کر کے پورے ذخیرۂ حدیث کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ روایات کی چھان بین کے وہی طریقے استعمال کر رہے ہیں جو خود مسلمانوں نے ایجاد کیے تھے۔ لیکن ان سے ان کا مقصد روایات اور راویوں کے بارے میں شکوک پیدا کرنا، روایت کی تاریخی حیثیت کو دھندلانا اور مسلمانوں کو ان کے علمی ورثے سے دور کرنا ہے۔

زیرِ نظر کتاب میں مصنف نے مستشرقین کی ناپاک کوششوں کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب چھ فصول پر مشتمل ہے۔ آغاز میں حدیث کا تعارف اور اس کی اہمیت کا بیان ہے۔ فصل اول میں حدیث کی تحقیق اور مطالعات میں مستشرقین کے طریق کار اور مقاصد کو بیان کیا ہے۔ فصل دوم میں تدوین حدیث کی تاریخ اور اس کے بارے میں مستشرقین کے نظریات اور کام کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں سند حدیث کے بارے میں مستشرقین کی آرا کا بیان ہے۔ چوتھی اور پانچویں فصل بالترتیب، متن حدیث اور رجال حدیث کے بارے میں ہے۔ چھٹی فصل میں مجموعی طور پر مستشرقین کے باطل اتہامات و شبہات کے مشہور مسلم علما و مفکرین پر اثرات کا بیان ہے۔ اس فصل میں معروف مصنفین شیخ علی عبدالرزاق، ڈاکٹر طٰہٰ حسین، احمد امین، محمود ابوریہ پر مستشرقین کی زہر آلود تحریروں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[۸]

نام کتاب:	دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الاستشراقیۃ (اضالیل واباطیل)
نام مصنف:	ڈاکٹر ابراہیم عوض
زبان:	عربی
مطبع:	مکتبۃ البلد الامین، مصر
تعداد صفحات:	۲۸۶
سن اشاعت:	۱۹۹۸ء
طبع:	اول

زیرِ نظر کتاب، دراصل ''انسائکلو پیڈیا آف اسلام'' کا تنقیدی جائزہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر ابراہیم عوض استاد کلیہ اداب، جامعہ عین شمس، مقدمۃ الکتاب میں تصنیف کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ گزشتہ چند دہائیوں سے مغربی مفکرین اسلامی علوم وفنون، تاریخ، تہذیب وثقافت اور دیگر امور کے بارے میں ایک جامع انسائکلو پیڈیا کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ دائرہ معارف انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

اس کا ایک مختصر ایڈیشن "Shorter Encyclopaedia of Islam" کے نام سے چھپ چکا ہے۔اس کے مطالعے سے اسلام، رسول اللہ ﷺ، قرآن، عقائد اور شریعت کے بارے میں مستشرقین کے معاندانہ جذبات کا واضح اظہار ہوتا ہے۔ان لوگوں نے علمی دیانت اور انصاف سے تو کیا کام لینا تھا، عام اخلاقی اقدار کا پاس بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔اس میں جگہ جگہ علمی منہج سے انحراف کیا گیا ہے۔قرآنی آیات، احادیث اور تاریخی روایات میں عمداً، معنوی اور لفظی تحریف کی سینکڑوں مثالیں نظر آتی ہیں۔ان لوگوں نے جو معنی اختیار کیے ہیں ان کے لیے کوئی معقول سند یا جواز تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔مصنف نے قرآن مجید، نبی کریم ﷺ، عقائد، امور فقہ، تاریخ، لغوی مسائل اور قرآنی نصوص میں تحریف کی بے شمار مثالیں کتاب میں درج کی ہیں۔مستشرقین نے قرآن مجید کو حضرت محمد ﷺ کا کلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔فاضل مصنف نے قرآن اور احادیث کی بے شمار مثالوں سے واضح کیا ہے کہ قرآن اور حدیث میں اسلوب کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق ہے۔قرآن میں بہت سے ایسے اسالیب، الفاظ، حروف پائے جاتے ہیں، جن کی کوئی مثال حدیث میں نہیں ملتی۔اگر قرآن محمد ﷺ کا کلام ہوتا تو ان اسالیب کا کچھ نہ کچھ شائبہ احادیث میں بھی نظر آتا۔لفظ ''اسلام'' کا ترجمہ (Peace) کیا گیا ہے، جبکہ مسلمان مفسرین نے اس کا ترجمہ 'عیوب اور نقائص سے پاک' کیا ہے۔اسی طرح لفظ ''باری'' کے بارے میں گلڈونلڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے عبرانی زبان سے مستعار لیا ہے، جبکہ دوسری طرف اسی انسائکلوپیڈیا میں لفظ 'محمد' کے ذیل میں آپ ﷺ کے عبرانی زبان سے قطعاً نابلد ہونے کا ذکر موجود ہے۔مستشرقین کے مقالہ جات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن اور عربی زبان سے بھی ناواقف ہیں۔گولڈزیہر نے اپنے مقالہ ''فقہ'' میں دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں نے یہ لفظ اور اس کا مفہوم یونانی الفاظ (Juris Prudentis) سے اخذ کیا ہے، جبکہ قرآن مجید، احادیث اور عرب لٹریچر میں کثرت سے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔مثلاً سورۃ توبہ: ۱۲۲، ترمذی: ۲۱، ابن ماجہ: مقدمہ، ابوداود: کتاب العلم، موطا: کتاب الجنائز، دارمی: مقدمہ وغیرہ۔مارٹینس تھیوڈورس ہوٹسما (Martinus Theodorus Houtsma)(1851-1943) نے اپنے مقالے میں تین نمازوں کا

دعویٰ کیا ہے۔[۱]

اسی طرح ''ان من ادرک مع الجماعۃ رکعۃ'' میں ''اتم الصلوۃ'' کا ترجمہ (Achieved the Salat) کیا ہے۔یعنی اس کی جماعت مکمل ہوگئی۔جبکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت بھی مل گئی اس کو جماعت مل گئی۔اور جو رکعتیں رہ جائیں وہ بعد میں مکمل کی جائیں۔[۲]

اسی طرح رمضان میں دس روزوں،زکواۃ وصدقات اور ان کے مصارف کی غلط تشریح،شعائر اسلام اور مناسک حج مثلا رمی جمرات،سعی،طواف وغیرہ کو بت پرستوں کے شعائر قرار دینا اور اس جیسے بیسیوں افتراءات پر مصنف نے کڑی گرفت کی ہے۔[۳]

ان فاضل مستشرقین کی نام نہاد عربی دانی،اسلامی علوم پر گرفت اور علم وفضل کی بے شمار مثالیں پیش کر کے مصنف نے واضح کیا ہے کہ یہ انسائکلو پیڈیا محض رطب و یابس کا مجموعہ ہے۔مصنف بیان کرتے ہیں کہ مقالہ عید الاضحیٰ میں صاحب مقالہ نے لکھا ہے:

> ''عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی سنت ہے اور پھر اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ سنت ہر آزاد اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر فرض ہے۔اب ان مستشرقین فاضلین سے کون پوچھے کہ ایک سنت فرض کیسے ہوگیا۔''[۴]

ان مستشرقین کی ذہنی پستی اور کج روی کی مثال واقعہ افک سے متعلق بیان سے ظاہر ہوتی ہے،جس کے بارے میں جوزف شاخت (Joseph Schacht)(1902.1969) نے یہ الفاظ درج کیے ہیں:

A Isha's Notorioius Adventure۔[۵]

۱۔دائرۃ المعارف الاسلامیۃ الاستشراقیۃ،ڈاکٹر ابراہیم عوض،مکتبۃ البلد الامین،مصر،۱۹۹۸ئ،ص۱۱۷۔

۲۔ایضا،ص ۱۱۸۔

۳۔ایضا،ص ۱۲۵۔

۴۔ایضا،ص ۱۲۸۔

۵۔ایضا،ص۱۵۰۔

[۹]

نام کتاب: مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین

نام مصنف: علی بن ابراہیم النملۃ

زبان: عربی

مطبع: مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الریاض۔

تعداد صفحات: ۶۰

سن اشاعت: ۱۹۹۳ء

طبع: اول

مصنف علی بن ابراہیم جامعہ امام محمد بن سعود میں ''قسم المکتبات والمعلومات'' میں استاد ہیں۔کتاب کے مقدمے میں مصنف نے استشراق کے دو مقاصد بیان کیے ہیں:

۱۔مغرب میں اسلام کی اشاعت کو روکنا اور اہل مغرب کو اسلام سے بچانا۔

۲۔مسلمانوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے مسلمان ممالک، ان کی ثقافت، عقائد وآداب اور رسوم ورواج کو جاننا۔

اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے، اہل مغرب انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور ہالینڈ نے انیسویں صدی میں مسلم ممالک پر قبضے کے بعد وہاں کی ساری علمی میراث، کتب، مخطوطات وغیرہ کو اپنے ممالک میں منتقل کیا۔استشراقی مطالعات کا آغاز تو اندلس کی اسلامی سلطنت کے زمانے سے ہو چکا تھا،لیکن صلیبی جنگوں کے زمانے میں اہل مغرب نے اس کو خصوصی مطالعے کا ہدف بنایا۔مسلمانوں نے اہل مغرب کی اس حکمت عملی کو بہت دیر میں محسوس کیا۔بیسویں صدی میں مصر اور شام کی علمی تحریک سے پہلے کسی مسلمان ملک نے مستشرقین اور ان کی تحقیقات کے منفی اثرات کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔مستشرقین چونکہ سارا علمی سرمایہ اپنے ممالک میں لے گئے تھے، لہذا انھوں نے ان کتب ومخطوطات کو اپنے نقطۂ نظر سے دیکھا اور ان کو شائع کر کے اسلامی دنیا میں پھیلا دیا۔ان میں معنوی تحریف کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔[۱]

ان مستشرقین کی تحریروں سے متاثر ہوکر اسلامی ممالک میں ایسے بہت سے منکرین پیدا ہو گئے ہیں جو سلف صالحین کے منہج

۱۔مصادر المعلومات، علی بن ابراہیم النملۃ، مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الریاض، ص ۱۲۔

سے انحراف پر قائم ہیں۔مصنف نے معروف مستشرقین کی تحریروں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ زیادہ تر مستشرقین نے اسلامی افکار کے مطالعے میں تعصب اور بد دیانتی سے کام لیا ہے اور ان کے پیش نظر علمی مقاصد سے زیادہ کچھ اور مذموم مقاصد تھے۔

معنوی تحریف کی مثالیں تو تمام کتب سے مل جاتی ہیں، جو کہ مستشرقین کی علمی بد دیانتی کا بین ثبوت ہیں۔ایسے لوگوں سے یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے مخطوطات میں لفظی تحریف بھی کر دی ہو۔مصنف نے معروف مستشرقین اسٹیفن فیلڈ، اولریش بارمان، منگمری واٹ، ہینرش بیکر، برنارڈ لوئیس، نورمن ڈینیل اور میکسم روڈنسن کی تحریروں کے حوالے سے اپنی بات کو موکد کیا ہے۔[۱]

ان منکرین نے اسلامی علوم کے مطالعات میں مستشرقین کے تعصب اور بد دیانتی کا واضح اعتراف کیا ہے۔مثال کے طور پر ہم ایک مستشرق ''بریستد'' کا قول درج کرتے ہیں جو مصنف نے اس کی کتاب ''انتصار الحضارة، ص ۳۰۸ سے نقل کیا ہے:

یریدون قتل حضارة الشرق عمدا لانهم یریدون اخفاء الحقیقة۔[۲]

مصنف نے لکھا ہے کہ مستشرقین کی تحریروں کے متعلق عالم اسلام میں دو قسم کے رویے ہیں: ایک قبول مطلق اور دوسرا مطلق رد۔مصنف ان کے بین بین رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔چونکہ مستشرقین کی علمی بد دیانتی ثابت ہے۔اس لیے مسلمانوں کو مستشرقین کی تحریروں کو نہ تو بلا تحقیق من وعن تسلیم کرنا چاہیے اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر رد کر دینا چاہیے، بلکہ ان میں موجود اسہامات کا علمی بنیادوں پر رد کرنا چاہیے۔ان کے جواب کے لیے عالم اسلام کو سنجیدہ علمی کوششیں کرنی چاہییں۔

۱۔مصادر المعلومات، ص ۱۴۔

۲۔مصادر المعلومات، ص ۱۶۔

[۱۰]

نام کتاب: معجم افتراءات الغرب علی الاسلام

نام مصنف: انور محمود زناتی

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۲۳۲

سن اشاعت:

طبع:

زیر نظر کتاب مغربی مستشرقین کے اسلام اور مسلمانوں پر الزامات اور اتہامات کا انسائکلو پیڈیا ہے۔ مصنف نے معروف مسلم محققین کی تحریروں سے استفادہ کر کے ایک جامع مجموعہ، بہترین ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ آغاز میں مسلم مفکرین و مصنفین کی فہرست بھی دی ہے جنھوں نے اپنی زندگیاں مستشرقین کے مقابلے کے لیے وقف کر دی ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں مصنف اس تصنیف کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ دشمنان اسلام مختلف بھیس بدل بدل کر اسلامی تعلیمات کو مشکوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا سارا زور اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ قرآن وحدیث، فقہ، سیرت، اسلامی احکام وعقائد، عبادات، تاریخ میں شکوک وشبہات پیدا کریں۔ اس سلسلے میں یہ لوگ علمی دیانت و اخلاقیات کا بھی پاس نہیں رکھتے۔ عربی زبان، اور اسلامی علوم کو جانے بغیر ہمیشہ منفی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کتب علمی خیانتوں، زبان و بیان کی اغلاط اور سوءِ فہم سے بھرپور ہیں۔ اس کتاب میں انھوں نے ترتیب وار مستشرقین کے افتراءات کا ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ اس میں تقریباً تمام اہم مستشرقین اور ان کے اعتراضات کا ذکر اور ان کا رد بیان کر دیا گیا ہے۔ مصنف کا طریق کار یہ ہے کہ وہ الف بائی ترتیب کے ساتھ پہلے مستشرق کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے عائد کردہ الزام کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کا مدلل جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

مثلاً کارل بروکلمان اور بودلی کا یہ اعتراض بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تجارتی اسفار کے دوران یہود و نصاریٰ سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مختلف چیزیں اخذ کیں۔ مثلاً بحیرہ راہب وغیرہ۔ مصنف لکھتے ہیں کہ اول تو بحیرہ نامی کسی

راہب کی تاریخ میں کوئی اہمیت نہیں ہے، کیونکہ اکثر مورخین نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ جن واقعات میں اس کا ذکر موجود ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجارتی قافلے تھوڑی دیر ستانے کے لیے اس کے پاس ٹھہرتے اور خوراک پانی لے کر آگے چل دیتے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر بھی اتنی نہیں تھی کہ آپ اس سے اتنی وثیق معلومات اخذ کرتے جن کی بنیاد پر نبوت جیسا عظیم الشان دعویٰ کیا جا سکتا۔

اسی طرح مستشرقین کے اس الزام کے جواب میں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، مصنف نے کارا دی واکس ۱۸۶۷ ((Barron Bernard Carra De Vaux)۔ ۱۹۵۳)، اور کارائل جیسی مستشرقین کی آرا نقل کر کے ثابت کیا ہے یہ الزام محض افترا اور کذب بیانی ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

[۱۱]

نام کتاب: المستشرقون والاسلام

نام مصنف: زکریا ہاشم زکریا

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۶۱۵

سن اشاعت: ۱۹۶۵ء

طبع:

مصنف مقدمة الکتاب میں لکھتے ہیں کہ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ اس کا آغاز اور ارتقاء تاریخ میں محفوظ ہے اور اس کی کوئی سرگرمی زمانہ قبل از تاریخ سے متعلق نہیں ہے۔ اسلام کی اشاعت کسی اسلحہ، افواج اور جنگ وجدل سے نہیں ہوئی بلکہ امن وسلامتی کے پیغام، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور تکریم انسانیت کی مرہون منت ہے۔ اس کے احکام وحقائق کو جاننے کے مصادر قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ مستشرقین اسلام کی اشاعت سے خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کو ان کے اصل راستے سے ہٹا کر الحاد اور بے دینی کی جانب لانا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی پوری قوت اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ مسلمانوں کے اندر بے دین، اور گمراہ فرقوں کی پشت پناہی

کرنے کے ساتھ ساتھ، علمی بنیادوں پر اسلامی تعلیمات میں غیر اسلامی چیزیں داخل کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب گیارہ فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل مغربی فکر اور اسلام کے مقارنہ پر مشتمل ہے۔ دوسری فصل میں اسلامی تعلیمات کی امتیازی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مسیحیت کے ظہور اور عروج کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ تحریک استشراق کے آغاز اور ارتقاء پر بحث ہے۔ اس کے بعد کی فصول میں مستشرقین کی جانب سے قرآن، نبی کریم ﷺ، تعدد ازواج، معراج، حجر اسود اور مستشرقین کے دیگر اعتراضات و وساوس کو بیان کر کے ان کی تردید کی گئی ہے۔ نویں فصل تصوف کے مباحث سے متعلق ہے۔ دسویں فصل مستشرقین کے افکار کے رد پر مشتمل ہے۔ گیارہویں فصل میں مغربی فکر اور مسلم علما پر بسیط مقالہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مغربی فکر سے متاثر ہونے والے مسلم مفکرین کی فکری لغزشوں کو بیان کر کے ان کا رد پیش کیا گیا ہے۔

[۱۲]

نام کتاب: المستشرقون والقرآن الکریم

نام مصنف: ڈاکٹر محمد امین حسن محمد بنی عامر

زبان: عربی

مطبع: دار الامل للنشر والتوزیع، اردن۔

تعداد صفحات: ۵۹۶

سن اشاعت: ۲۰۰۴ء

طبع: طبع اول

زیر نظر کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، قرآن کریم پر مستشرقین کے اعتراضات اور افتراءات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے کتاب کے مقدمے میں اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن کریم کی اہمیت و ضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد، قرآن کے معترضین کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم دیگر ادیان سے تعلق رکھنے والے مستشرقین کی ہے جو اسلام کے کھلے دشمن ہیں اور اسے نقصان پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے ہوئے ہیں۔ دوسری قسم ان مادہ پرست ملحدین کی ہے جو کسی بھی دین کو انسانی زندگی میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان دونوں اقسام کے علماء نے قرآن مجید پر سینکڑوں اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اعتراضات نص قرآنی، وحی اور نزول وحی، شان

(۳۵)

نزول، ترتیب و تدوین، احکام، حفاظت، الغرض قرآن سے متعلق تمام مباحث پر ہیں۔

مصنف نے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب استشراق کے آغاز، تاریخ، ارتقاء اور تحریک استشراق کے اہداف و مقاصد سے متعلق ہے۔ دوسرے باب میں ان شبہات کا ذکر کیا گیا ہے جو مستشرقین نے قرآنی مباحث سے متعلق کیے ہیں۔ مصنف نے ان اعتراضات کو ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسرے باب میں بعض اسلامی احکام اور واقعات کے بارے میں شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً قصہ غرانیق، جہاد، جزیہ، حدود وتعزیرات، خواتین سے متعلق مسائل، تعدد ازواج، مرد کی قوامیت، طلاق، میراث وغیرہ۔

(۱۳)

نام کتاب: نور الاسلام واباطیل الاستشراق

نام مصنف: ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجا

زبان: عربی

مطبع: دار الایمان، طرابلس، لبنان۔

تعداد صفحات: ۳۴۱

سن اشاعت: ۱۹۹۳ء

طبع: طبع اول

زیر نظر کتاب کی مصنفہ ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجا، مقدمۃ الکتاب میں اس عزم کا اظہار کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: **جاء الحق وزھق الباطل، ان الباطل کان زھوقا**، ان شاء اللہ، پورا ہوگا۔ اسلام، درحقیقت نور ہے جس کا اتمام اللہ کرے گا اور مستشرقین کی اسلامی تعلیمات کو آلودہ کرنے کی ساری کوششیں ناکام ہوں گی۔ فاضل مصنفہ نے استشراق کے موضوع پر کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو نو فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں استشراق کی تعریف اور اہل مغرب پر عربی ثقافت کے اثرات بیان کیے ہیں۔ دوسری اور تیسری فصول میں تاریخ استشراق اور اس کے اثرات و اہداف پر روشنی ڈالی ہے۔ چوتھی فصل اسلام کے بارے میں مستشرقین کی غلط فہمیوں اور ان کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات سے متعلق ہے۔ پانچویں فصل میں اپنے اہداف کے حصول کے لیے مستشرقین کے جدوجہد اور طریق کار کا بیان ہے۔ چھٹی فصل میں مسلمان خواتین کے بارے میں استشراقی مطالعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتویں فصل استشراق اور عربی زبان کے بارے

میں ہے۔آٹھویں فصل میں مصنفہ بیان کرتی ہیں کہ ہم اپنے قلم سے کس طرح اپنی تہذیب وثقافت کا احیاء اور اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کا دفاع کر سکتے ہیں۔نویں فصل میں مصنفہ نے وہ طریق کار تجویز کیا ہے جس کے ذریعے سے مستشرقین کی ناپاک جسارتوں کا دفاع کیا جا سکتا ہے۔یہ کتاب اس لحاظ سے انفرادیت کی حامل ہے کہ مصنفہ نے اس میں چند اہم ترین ضمیمہ جات بھی شامل کیے ہیں۔ملحق اول: المستشرقون المعاصرون، کے عنوان سے گزشتہ صدی میں سامنے آنے والے تمام اہم مستشرقین کا تعارف دیا ہے۔اس فہرست میں ایک سو تین اہم مستشرقین کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔دوسرے ضمیمہ میں ''الخطرون من المستشرقین'' کے عنوان سے ان مخصوص مستشرقین کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی اسلام دشمنی اور مخفی عداوت کے باعث، اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ان کی تعداد اکیس ہے جن میں آربری، جیوم، بیرن، گب، گولڈ زیہر، جان مانکارڈ، زویمر، عزیز عطیہ سوریال، فلپ حتی، ونسنک، کینیتھ کراج، لوئی میسنیون، میکڈونلڈ، مارگولیوتھ، نکلسن، جوزف شاخت، ہنری لیمنس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ تیسرے ضمیمہ میں ''بعض الکتب الخطیرۃ'' کے عنوان سے ایسی تمام کتابوں کی فہرست دی ہے جو کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے حوالے سے خطرناک مواد پر مشتمل ہیں۔مثلاً "The Encyclopaedia of Islam"، آرنلڈ ٹائن بی کی ''دراسۃ فی التاریخ''، ولیم میور کی ''حیات محمد''، الفرڈ جیوم کی ''الاسلام''، ڈونالڈسن کی ''دین الشیعۃ''، ایس، ایم زویمر کی ''الاسلام''، کینٹ کریگ کی ''دعوۃ المئذنۃ''، اے جے آربری کی ''الاسلام الیوم''، گولڈ زیہر کی ''تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی''، اے جے ونسنک کی ''عقیدۃ الاسلام''، لوئی میسنیون کی ''الحلاج الصوفی الشہید فی الاسلام''، آرتھر جیفری کی ''مصادر تاریخ القرآن''، اور آر۔بیل کی ''اصول الاسلام فی بیئۃ المسیحیۃ'' وغیرہ۔[۱]

چوتھے ضمیمہ میں مستشرقین کے اہم مجلات وتصانیف کا ذکر کیا گیا ہے، جو خاص طور پر استشراقی مقاصد کے لیے شروع کیے گئے ہیں۔مثلاً، ۱۷۸۷ء سے فرانس سے ''المجلۃ الآسیویۃ''، ۱۸۲۳ء سے لندن سے ''مجلۃ الجمعیۃ الاسیویۃ الملکیۃ''، ۱۸۴۲ء میں امریکہ سے ''الجمعیۃ الشرقیۃ الامریکیۃ''۔اسی طرح موجودہ صدی میں امریکی ریاست اوہیو سے شائع ہونے والا ''مجلۃ جمعیۃ الدراسات الشرقیۃ'' اور ''مجلۃ شؤون الشرق الاوسط'' کا ذکر کیا ہے۔مصنفہ کے نزدیک زیادہ خطرناک مجلات جو دور حاضر میں جاری ہیں وہ زویمر کا جاری کردہ مجلہ ''العالم الاسلامیۃ'' اور فرانس سے جاری ہونے والا مجلہ {Le Monde Musulman} ہیں۔[۲]

۱۔نور الاسلام واباطیل الاستشراق، ڈاکٹر فاطمہ بدری نجا، دار الایمان، طرابلس، لبنان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۲۰۔

۲۔ایضاً، ص ۳۲۳۔

(۱۴)

نام کتاب: نصوص انجلیزیہ استشراقیہ عن الاسلام

نام مصنف: ڈاکٹر ابراہیم عوض

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۲۸۶

سن اشاعت: ۲۰۰۶ء

طبع: طبع اول

زیر نظر کتاب انگریزی میں شائع ہونے والی مستشرقین کی تحریروں کا جائزہ ہے۔ مصنف نے اسلام، قرآن، نبی کریم ﷺ، حدیث، عقائد اسلام، احکام، تاریخ وغیرہ سے متعلق مستشرقین کی تحاریر کو یکجا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف بہت مفید ہے، کیونکہ اس میں مصنف نے ان تحاریر کا اصل انگریزی متن بھی دیا ہے اور اس کے بعد اس کا عربی زبان میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ مستشرقین کی علمی بد دیانتی اور خیانات کے برعکس مصنف نے علمی دنیا کی رواداری اور عدم تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت عمدہ انداز میں ان کے ابطالات کا رد کیا ہے۔ اس مجموعے میں بہت سی تحریریں شامل ہیں، جن میں سے کچھ کا ذکر ہم اس مضمون میں کرتے ہیں۔ پہلی تحریر "Muhammad a pioneer of environmentalism" ہے، جو کہ فرانسسکا ڈی چیٹل (Fransesca De Chatel) کی ہے۔ دوسری تحریر کا عنوان (Muhammad) ہے اور یہ یہودی انسائکلوپیڈیا سے لی گئی ہے۔ یہ رچرڈ گوتھل نے لکھی ہے۔ تیسری تحریر کا عنوان ہے "Quranic language and grammatical mistakes" ہے۔ ایک اور اہم تحریر "The myth of"The myth of Moderate Islam" ہے جو "Vincenzo Olivetti" نے لکھی ہے۔ اسی طرح "Raidcal New Views of Islam and the Origins of the Quran" ہے، جو "Alaxander Stille" نے لکھی ہے۔

مصنف نے ان اہم نصوص کا اصل متن درج کرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں ان کا ترجمہ بھی درج کیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

[۱۵]

نام کتاب: القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین

نام مصنف: ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی

زبان: عربی

مطبع: دار النقاش للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، شام

تعداد صفحات: ۲۰۱

سن اشاعت: ۲۰۰۸ء

طبع: طبع اول

یہ کتاب جیسے کہ نام سے ظاہر ہے، مستشرقین کے مطالعات قرآنی کا جائزہ ہے۔ مصنف نے قرآنی مطالعات میں مستشرقین کی بددیانتی، علمی خیانت، سوئے فہم اور عمداً تحریف معنوی کو بیان کرکے اس کا جامع رد پیش کیا ہے۔ یہ کتاب چار فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں مشرق و مغرب کے تعلقات کے آغاز اور مشرق سے مغرب کی دلچسپی کی تاریخ کا جائزہ لیا ہے۔ اس جائزے میں اسلام کے ساتھ اہل مغرب کے ثقافتی تعلقات کے آغاز، اسلام کے بارے میں مسیحی کلیسا کے موقف اور مغرب میں اسلام کے ابتدائی تعارف پر بحث کی گئی ہے۔ اس مختصر تاریخی جائزہ کے بعد مستشرقین کے قرآنی مطالعات کے آغاز اور مختلف مراحل کا ذکر ہے۔ اس میں استشراقی عمل کے آغاز، قرآن کے پہلے ترجمہ، تاریخ قرآن، اور قرآن مطالعات کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے ابوعبداللہ زنجانی کی کتاب ''تاریخ القرآن'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کا پہلا ترجمہ جو کہ لاطینی زبان میں ہوا، پطرس طلیطلی، ہرمین ڈی ڈلماشی اور رابرٹ کینیٹ نے پطرس کلونی (پطرس محترم) کے کہنے پر کیا۔ یہ ترجمہ ۱۱۴۳ء میں مکمل ہوا۔[۱]

دوسری فصل میں قرآن مجید کے نزول، وحی، کیفیت وحی، قرآن کے منزل من اللہ ہونے، جمع و تدوین، مستشرقین کے مزعومہ قرآنی نقائص، اختلاف آیات اور ترتیب قرآنی کے بارے میں مباحث ہیں۔ مصنف نے تمام اعتراضات کو بالترتیب بیان کرکے عقلی و نقلی دلائل سے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسری فصل تاریخ جمع و تدوین کے بارے میں ہے۔ اور چوتھی فصل میں مصنف نے قرآنی نصوص پر مستشرقین کے طعن کا جائزہ لےکر ان کا شافی جواب دیا ہے۔

۱۔ القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین، ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی، دار النقاش، دمشق، ۲۰۰۸ئ، ص ۲۷۔

[۱۶]

نام کتاب: الرد علی المستشرق جولدتسیہر فی مطاعنہ علی القراءات القرآنیۃ

نام مصنف: ڈاکٹر محمد حسن حسن جبل

زبان: عربی

مطبع: دار النقاش للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق، شام

تعداد صفحات: ۱۶۴

سن اشاعت: ۲۰۰۲ء

طبع: طبع دوم

زیر نظر کتاب جرمن مستشرق گولڈ زیہر کی کتاب ''مذاہب التفسیر الاسلامی'' میں بیان کردہ ہفوات کے جائزے اور اس کے رد پر مشتمل ہے۔ گولڈ زیہر نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن مکمل نہیں ہے اور اس میں بہت سارے تضادات بھی موجود ہیں۔ اس نے موضوع اور ضعیف احادیث اور من گھڑت روایات کا سہارا لے کر معاذ اللہ قرآن کو ناقص کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے اس کی ان کوششوں اور پیش کردہ دعووں کا دقت نظر سے جائزہ لیا ہے اور ان کا رد پیش کیا ہے۔ گولڈ زیہر نے قراءات قرآنیہ میں اختلاف، مصاحف میں کتابت کے فرق، احادیث کے ذریعے نصوص میں تبدیلی کے دعوے کیے ہیں۔ مصنف نے ایسے تمام دعووں اور مقامات کی تفصیل بیان کر کے مزعومہ دعووں کو باطل ثابت کیا ہے۔

[۱۷]

نام کتاب: ردود علی شبہات المستشرقین

نام مصنف: یحییٰ مراد

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۸۶۱

سن اشاعت:

زیر نظر کتاب استشراق کے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ مصنف نے استشراق کے موضوع پر تمام مباحث

کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں باب اول کے ذیل میں اسلامی ممالک میں مستشرقین کی دلچسپی اور اس کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد پانچ فصول میں بالترتیب استشراق کے مفہوم، تحریک استشراق کے آغاز و ارتقاء، مسیحی تبلیغی وفود اور استعماری قوتوں کے ساتھ مستشرقین کے تعلق اور استشراقی فلسفے پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں استشراقی مفکرین کے منتخب مباحث کا ذکر ہے۔ اس میں قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کے موقف، سنت نبوی ﷺ، سیرت رسول، نبوت محمدی، فقہ و شریعت، تاریخ اسلامی، اسلام کے سیاسی نظام، اجتماعی نظام، معیشت، اندلس کی اسلامی تہذیب کے بارے میں ان کی سوئے فہم پر مبنی آراء کا جائزہ لینے کے بعد ان کا رد کیا ہے۔

[۱۸]

نام کتاب: السیرۃ النبویۃ واوھام المستشرقین

نام مصنف: عبد المتعال محمد الجبری

زبان: عربی

مطبع: مکتبہ وھبہ، عابدین، قاہرہ

تعداد صفحات: ۱۷۷

سن اشاعت:

مستشرقین کی طرف سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر طعن اور اس میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششوں کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ فاضل مصنف نے ایسی تمام کتب جن میں سیرت رسول ﷺ کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ان کا جائزہ لے کر باطل دعووں کا کامل رد پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں جو اہم مباحث بیان کیے گئے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں۔ مستشرقین نے نبی کریم ﷺ کی نبوت، وحی، قرآن کے الہامی کتاب ہونے کا انکار کیا ہے اور اس سلسلے میں مختلف دلائل پیش کیے ہیں۔ مستشرقین نے قرآن کے منزل من اللہ ہونے، اس کے اعجاز علمی وفنی اور اس کے بیانات و احکام میں شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔ مصنف نے ان تمام شبہات کا شافی جواب پیش کیا ہے

خاتمۃ البحث

مستشرقین صدیوں سے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں اپنی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ان کی تعداد بلا مبالغہ سینکڑوں میں ہے۔ان کا تعلق کسی ایک ملک یا علاقے سے نہیں ہے، بلکہ یہ دنیا کے مختلف ممالک اور خطوں میں مصروف عمل ہیں۔آپس میں کسی رابطے اور تعلق کے بغیر اپنے بنیادی مقصد میں سب یکساں ہیں جو کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پھیلانا ہے۔لیکن جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ان مستشرقین کو ایک ہی درجے میں نہیں رکھا جاسکتا۔ان میں کچھ بہت زیادہ متعصب اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف اسلام کو بدنام کرنا ہوتا ہے،اور کچھ تھوڑے سے بہت انصاف پسند بھی ہوتے ہیں۔لیکن ہمیں اس بات سے حیرت ہوتی ہے کہ بالعموم ان مستشرقین کا رویہ بھی انھی چیزوں کے بارے میں غیر جانب دارانہ ہوتا ہے جو اسلامی عقائد سے ہٹ کر ہوں،جب معاملہ اسلامی عقائد ونظریات کا آتا ہے تو یہ لوگ بھی بعض اوقات اپنے متعصب محققین کی تحریروں سے استفادہ کرنے لگتے ہیں اور حقیقت کی تلاش میں زیادہ جستجو نہیں کرتے۔اس لیے ہمیں ان کی تصانیف کے مواد پر بھی من وعن یقین نہیں کرلینا چاہیے۔تحقیق وتفتیش،دراصل مسلمانوں ہی کا ورثہ ہے،کیونکہ اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایک اہم اصول دیا ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق کے نہ مانی جائے،چاہے اس کا بیان کرنے والا کتنا ہی معتبر کیوں نہ ہو۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا

عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ۔(الحجرات ۶:۴۹)

''اے ایمان والو!اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے آئے تو تم اس کی اچھی طرح سے تحقیق کرلیا کرو،ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے اس عمل پر نادم ہو۔''

مستشرقین کا یہ طبقہ ان متعصب یہودی اور عیسائی محققین پر مشتمل ہے،جن کا بنیادی مقصد صرف اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ ان میں سے کچھ خود مغربی مفکرین کے لٹریچر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے باعث اسلام کے خلاف کمربستہ ہوتے ہیں اور کچھ کو یہود ونصاریٰ خصوصی طور پر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار کرتے ہیں۔یہ لوگ اپنی زندگی مسلمانوں کے خلاف اور اپنے عقائد ونظریات کے فروغ کے لیے وقف کردیتے ہیں۔ان لوگوں نے مشرق سے جو بھی مفید چیزیں اخذ کی ہیں،علمی دیانت کے برخلاف ان کے ماخذ ومصادر کو پوشیدہ رکھ کے اسے مغرب سے منسوب کیا ہے۔اسی طرح اسلام کے خلاف اس طرح کی باتیں پھیلائی ہیں کہ عام سطحی ذہانت کا آدمی بھی معمولی کوشش سے ان میں سے مستشرقین کی بددیانتی کو ظاہر کرسکتا ہے۔چونکہ ان لوگوں نے اپنی تحریروں سے اسلام کو اس حد تک بدنام کررکھا تھا کہ ان کے عوام نے ساری ہفوات کو من وعن قبول کرلیا۔اہل مغرب نے عرب مسلمانوں سے جو کچھ

حاصل کیا اسے اپنے نام سے پیش کرتے رہے۔ مسلمان سائنس دانوں کے ناموں کو بگاڑ کر ان کے مغربی ہونے کا تاثر دیا گیا۔ آج مغرب میں کوئی نہیں جانتا کہ جن اہل علم کی تحقیقات سے مغرب صدیوں تک استفادہ کرتا رہا، وہ یا تو خود مسلمان تھے یا ان کو مسلمانوں سے اخذ کیا گیا تھا۔

ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ استشراق کا مفہوم صرف مشرقی علوم و معارف کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ اس کے پس پشت مسلمانوں کے ساتھ چودہ سو سال کی دشمنی کی تاریخ ہے جسے یہود و نصاریٰ ہرگز نہیں بھولے ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد میں یہی مقاصد کارفرما ہیں، چاہے ان کو بظاہر علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھا لیا جائے۔

مستشرقین کا بنیادی مقصد اسلامی علوم میں تحقیق نہیں ہے بلکہ اس سے اصل مقصود دین کے بنیادی ماخذ نبی کریم ﷺ کی ذات کو معاذ اللہ دھندلانا، ان کی نبوت کو مشکوک کرنا، صحابہ کرام کی توہین قرآن مجید کو انسانی کاوشوں کا شاہ کار ثابت کرنا، اسلام کے چہرے کو داغ دار کرنا اور اسلامی احکام و معارف پر شکوک و شبہات کی دھند ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو واضح طور پر ہدایت دے دی ہے کہ یہود و نصاریٰ ہرگز تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سورہ بقرہ ۲:۱۲۰ میں فرمادیا کہ تم سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ اسی طرح سورہ آل عمران میں فرمایا کہ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ، وہ تمھیں خرابی پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے۔ وہ تو وہ چیز پسند کرتے ہیں جو تمھیں ضرر دے۔ پھر سورہ ممتحنہ میں مسلمانوں پر زیادتی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ان لوگوں کو دوست بنانے سے روکتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو انھیں دوست بناتے ہیں تو وہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔

مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں سے بچنے اور ان کا شافی و کافی جواب دینے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اہل علم ان کی کتب کا مطالعہ کریں۔ ان کے مقاصد کو سمجھیں اور اس کے بعد ہر میسر ذریعے سے ان کا جواب دیں۔ اس مقالے میں جن کتب کا تعارف کرایا گیا ہے وہ اس سلسلے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

اردو،عربی اور انگریزی اسلامی کتب کے لیے ویب سائٹس کے ایڈریس درج ذیل ہیں:

Web Sites For Urdu Arabic and English Islamic Books.

www.gondalbooks.blogspot.com

www.jame-ul-uloom.blogspot.com

http://www.call-to-monotheism.com/e_books

www.islamstory.com

http://www.library.flawlesslogic.com/orientalism.htm

http://mybook.bibalex.org/browse.php?v=c

http://www.merbad.net/vb/showthread.php?t=2167

http://www.muhammadanism.org/Urdu/book/default.htm (Christian)

http://www.deeneislam.com/ (Urdu)

http://difaehadees.com (Urdu)

http://www.islamww.com

http://banuri.edu.pk(Urdu)

http://www.balagh.net (persion)

http://www.islamicbook.ws (Urdu, English,Persian and others)

http://www.mashalbooks.com(Urdu)

http://www.archive.org

http://downloads.bookspk.com (Urdu)

http://www.ahlehadith.com

http://zafarimad.co.cc/ (Urdu)

www.islamhouse.com

http://maktbaislamia.co.cc

http://www.truthnet.org

http://www.ismailfaruqi.com

http://www.scholaris.com (Urdu, Arabic, English)

http://dli.iiit.ac.in/(Digital library of india)(English, Urdu, Arabic)

http://www.ahlehaq.com/(Urdu)

www.liilas.com

www.waqfeya.com

www.ithar.com

http://www.kuwaitculture.org/

www.al-mostafa.com

www.ahlalhadeeth.com

www.al-eman.com

www.awkaf.net

www.proud2bemuslim.com

www.Ikhwan-info.net

www.sharkiaonline.com

www.islamiyyat.com

www.elsharawy.com

www.islamonline.net

www.awu-dam.org

www.tawhid.ws

www.almeshkat.net

www.sahab.org

www.ghazali.org

www.alazhr.org

www.al-maktabeh.com

www.qaradawi.net

www.salafi.net

www.sashiri.net

www.saaid.net

www.waqfeya.com

www.muslimphilosophy.com

www.theknowledge.ws

www.fikr.com

www.ikhwan.net

www.arabicebook.com

www.mohdy.com

www.S0s0.com

www.nadyelfikr.com

www.bibalex.org

www.egyptianbook.org

www.islamicnadwa.com

www.abunashaykh.com

www.tafsir.net

www.waqfeya.com

مصادر ومراجع

۱۔لسان العرب ابن منظور الافریقی محمد بن مکرم، دار صادر بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۲۔الاستشراق، ڈاکٹر مازن بن صلاح مطبقانی، قسم الاستشراق کلیہ الدعوہ مدینہ۔

۳۔الاستشراق، والخلفیۃ الفکریۃ للصراع الحضاری، ڈاکٹر محمود حمدی زقزوق، دار المعارف، کورنیش النیل، قاہرہ، ۱۹۹۷ء۔

۴۔الاستشراق والمستشرقون، مصطفیٰ السباعی، دار الوراق للنشر والتوزیع، س ن۔

۵۔الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری، مکتبہ وہبۃ، عابدین، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ئ۔

۶۔شرق شناسی، ایڈورڈ سعید، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۵ئ۔